ساتویں ثور کے واقعے کی مذمّت کے طور پر افغانستان کے ملّی اسلامی محاذ کے معاون

ڈاکٹر فاروق اعظم کا خطاب

ساری تعریفیں اللہ کے لئے ہیں جس نے ہمیں انسان اور پھر مسلمان پیدا کیا ہے اور درود وسلام ہو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلّم پر جنہوں نے ہمیں اللہ تعالےٰ کی خلافت کا راستہ دکھایا ہے اور درود ہو صحابہ کرام رضؓ پر۔ جن کے حق میں اللہ تعالےٰ نے فرمایا ہے کہ یہ رشدآ اعلیٰ الکفار رحماً بینھم ہیں۔ درود اور رحمتیں نازل ہوں ان علماء کرام پر۔ جنہوں نے اپنی انتھک کاوشوں سے یہ دین ہم تک پہنچایا ہے اور رحمتیں ہوں اسلام اور افغانستان کے ان شہیدوں پر۔ جنہوں نے اپنے خون کی قیمت دے کر اور گولیوں کے سامنے سینہ سپر ہو کر اپنے دین کو سربلند اور روشن دکھا ہوا ہے اور اسے زندہ رکھا ہوا ہے۔ خدائے بزرگ و برتر کی رحمتیں نازل ہوں ان مہاجرین پر جنہوں نے صرف اور صرف اللہ تعالیٰ کی رضا اور اس کے دین کی سربلندی کی خاطر زمانے کی یہ سختیاں جھیلی ہیں۔ رحمتیں ہوں ان حاضرین مجلس پر۔ جو صرف اور صرف خدائے بالا و برتر کی خاطر اور اپنے برحق اور مربوط مسائل کے حل کے لئے یہاں آئے ہوتے ہیں۔

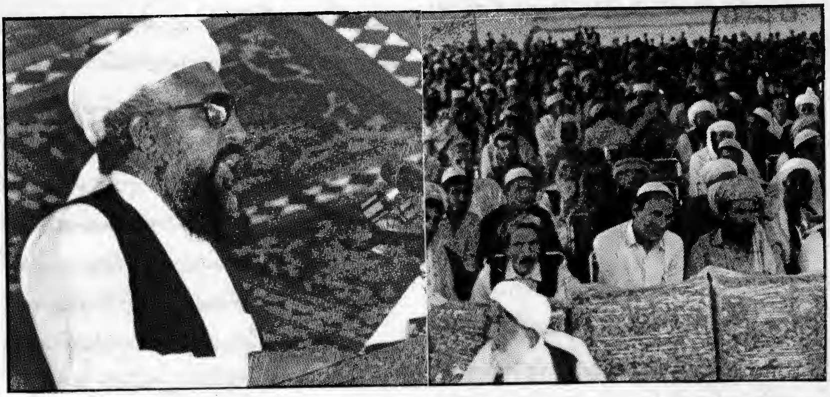

ڈاکٹر فاروق اعظم معاہدہ جنیوا کے سلسلے میں ایک اجتماع سے خطاب کررہے ہیں

اما بعد:

سورۃ فیل:

اعوذ باللہ من الشیطٰن الرجیم

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الم تر کیف فعل ربک باصحٰب الفیل۔ الم یجعل کیدھم فی تضلیل۔ وارسل علیھم طیراً ابابیل ترمیھم بحجارۃ من سجیل۔ فجعلھم کعصف ماکول۔

صاحب قدر عزیزو! میں سات تنظیموں کے اتحاد جو کہ اتحاد اسلامی مجاہدین افغانستان کے نام سے جانی پہچانی جاتی ہے اس کے نمائندے کی حیثیت سے آپ سے مخاطب ہوں۔ گذشتہ روز اتحاد عالی کے شوریٰ نے فیصلہ کیا کہ افغانستان کے موجودہ صورت حال سے افغانوں کو باخبر رکھنے اور انقلاب ثور کے موجودہ کارستانیوں سے آگاہ رکھنے کی خاطر وسیع پیمانے پر مہم چلائی جائے گی۔ اس مقصد کی خاطر یہ فیصلہ کیا گیا کہ ساتوں پارٹیوں کے رہنما مختلف علاقوں کا دورہ کریں گے اور ان علاقوں میں کیمپوں میں مقیم اپنے مہاجر بھائیوں سے خطاب کریں گے۔ اس کی دوسری وجہ یہ ہے کہ اس گرمی اور رمضان میں لوگوں کو ایک جگہ جمع کرنا بہت مشکل کام تھا اس لئے فیصلہ کیا گیا کہ ہم اپنے بھائیوں کے دروازوں پر خود جائیں گے اور ان کے گاؤں میں ان موضوعات پر بات چیت کریں گے۔ میں جناب پیر سید احمد گیلانی کی نمائندگی کرتے ہوئے آپ سے مخاطب ہوں جنہوں نے یہ خواہش ظاہر کی تھی کہ میں اپنی تنظیم اور اتحاد کی نمائندگی کرتے ہوئے اپنے بھائیوں سے ہمکلام ہو جاؤں۔ پیر صاحب کی طرف سے آپ سب کو سلام ہو۔

بھائیو! آج سے دس سال پہلے روسیوں نے افغانستان میں اپنے نظریئے یعنی کمیونزم اور الحاد کے نفوذ کی خاطر اپنے ایجنٹوں کو ایک خونی انقلاب کے بعد مسند اقتدار پر فائز کرایا۔ اس وطن فروش گروہ نے اپنے روسی آقاؤں کے مشورے پر ان کو خوش کرنے کی خاطر افغانستان کے مسلمان ملت پر وہ مظالم ڈھائے کہ لوگ ہلاکو اور چنگیز خان کی وحشت ناکیوں کو بھول گئے۔ انہوں نے علماء اور دانشوروں کو تہہ و تیغ کیا اور عوامی نمائندوں اور اکابرین کو یا تو پس دیوار زندان بھیج دیا گیا اور یا تختہ دار پر چڑھا دیا گیا۔ انہوں نے لوگوں کی عزت و آبرو پہ حملے کئے اور ہمارے مومن اور غیور ملت کو قسم قسم کے طریقوں سے ستایا گیا۔ ایسا کوئی عزت دار گھرانہ نہ رہا جس کی توہین و تذلیل نہ کی گئی ہو اور علم کی کوئی ایسی شمع باقی نہ رہی جس کو بجھانے سے احتراز کیا گیا۔ یہاں تک کہ اُن غریبوں، محنت کشوں اور مزدوروں کو بھی یا تو قتل کر دیا گیا یا راہ فرار اختیار کرنے پر مجبور کیا گیا۔ جن کے ساتھ انہوں نے روٹی کپڑا اور مکان کا وعدہ کیا تھا۔ آپ بخوبی دیکھ سکتے ہیں کہ ہمارے اور آپ کے کیمپوں میں جو تیس لاکھ مہاجر پاکستان اور بیس لاکھ ایران میں مقیم ہیں ان میں کتنے رشوت خور تھے یہ وہی مظلوم اور ستم رسیدہ لوگ تھے جن کے عوض انہوں نے اقتدار حاصل کیا لیکن اللہ تعالےٰ نے ان کو شرمندہ اور رسوا کیا۔ ہمارے مسلمان اور مجاہد ملت نظریئے کے تحفظ اور اپنے وطن کے دفاع کی خاطر ان ملحدوں کے مقابلے میں اٹھ کھڑے ہوئے اور ہر کہیں مسلح جدوجہد کا آغاز کیا گیا انہوں نے جہاد کی غرض سے اپنے آپ کو تیار کرنے کی خاطر ہجرت کی میں یہ بات علی الاعلان کہتا ہوں کہ ہمارے مہاجرین کا ہر کیمپ جو کوئی دیکھتا ہے اسے یہ جہاد کا ایک بڑا عظیم اور فولادی مورچہ نظر آتا ہے۔ جہاد کا ایک تصور ہے جہاد ایک ایسی چیز ہے کہ جہاد کے لئے بہادر لوگ ہی جاتے ہیں اور اپنی بہادری کے جوہر دکھلاتے ہیں۔

الحمدللہ کہ ہماری مومن قوم نے جوشش ایمانی کے بل پہ زور دستی حاصل کی اور کٹھ پتلی اور ملحد حکومت کے پیروں کو کمزور کیا۔ روسیوں نے جس قدر بھی تلاش جاری رکھی کہ حفیظ اللہ امین پر قدرت رکھے لیکن نہ تو صرف وہ یہ کام کر سکے بلکہ انہیں یکے بعد دیگرے ناکامی کی وجہ سے قتل کر دیا گیا۔ دوسرا راستہ ہی کوئی نہ تھا کہ خود روسی افغانستان میں کفر اور کمیونزم کی بقاء کی خاطر مستقلاً مداخلت نہ کریں صرف ایک ہی راستہ یہ باقی تھا کہ ان کے کمیونزم کی بقاء کی خاطر افغانستان میں ان کی براہ راست مداخلت ضروری ہے چنانچہ چھ جدی ۱۳۵۸ کو ایک لاکھ سرخ فوج افغانستان پر حملہ آور ہوئی۔ اس امید پر کہ ایک تو خلقی حکومت کو اپنے پاؤں پر کھڑا کرے اور دوسرے ہمارے جہاد کو کمزور کرے اور تیسرا یہ کہ اپنے آپ کو گرم پانیوں اور خلیج کے تیل تک قریب کرے لیکن ہماری مسلمان مجاہد ملت نے خدائے بزرگ و برتر پر توکل کرتے ہوئے اپنے جہاد کو پہلے سے بھی زیادہ تیز کر دیا اور بالآخر روسیوں کو اُن کی بے پناہ قوت و وحشت کے باوجود افغانستان میں گھٹنے ٹیکنے پر مجبور کر دیا۔ اور جس مقصد کے لئے روسی افغانستان

میں آئے تھے۔ مجاہدین کی کوشش رہی کہ انہیں ذلت و رسوائی کے ساتھ افغانستان سے نکال باہر کریں۔

عزیزو! ثور کی سات تاریخ ہماری تاریخ میں ایک بے حد دردناک اور سیاہ دن ہے اس دردناک دن کا واقعہ میں اختصار کے ساتھ آپ کے گوش گذار کرنا چاہتا ہوں۔ جس کے نتائج یہ ہیں۔

ڈیڑھ لاکھ افغان شہید ہوئے۔ پانچ لاکھ ہم وطن اپنا گھر بار چھوڑنے پر مجبور ہوئے اور پڑوسی اور دوسرے ممالک میں آوارہ اور پریشان حال پھرتے رہے۔ یہ اس کا ایک رُخ ہے۔ ڈھائی لاکھ افراد معذور ہوئے۔ یہ اس کا دوسرا رُخ ہے۔ ہماری آٹھ لاکھ خواتین بیوہ ہوگئیں اور ساڑھے تین لاکھ بچے شہید ہوئے۔ یہ اس کا تیسرا رُخ ہے۔

دس سال تک ہماری سرزمین کی پاک مٹی پر ان کے ناپاک قدم اٹھتے اور چلتے رہے۔ ہمارے پندرہ لاکھ نفوس یا بارہ لاکھ افراد مستقل طور پر اور بالکل واضح طور پر دکھ اور تکلیف میں مبتلا ہے اور انہیں ہر لمحہ ضرر پہنچایا گیا۔ یہ اس کا چوتھا رُخ تھا۔

بھائیو! لیکن ان ساری تکالیف اور دکھوں کے ساتھ ساتھ ہی ثور انقلاب اپنے ساتھ کچھ اور نتائج بھی لایا اور وہ یہ کہ دس سال تک مسلسل ہماری مسلمان قوم خالی ہاتھ صرف اور صرف اللہ تعالیٰ کی رضا جوئی اور دین اسلام کی حفاظت و سربلندی کی خاطر دنیا کی سب سے بڑی شیطانی قوت کے ساتھ نبرد آزما ہے اور پوری دلیری اور بہادری سے اور انتہائی ثابت قدمی سے باطل قوتوں کے مقابل جہاد کر رہی ہے اس انقلاب کا ایک نتیجہ یہ بھی نکلا ہے کہ یہ ملت دس سال تک باطل قوتوں سے ٹکراتے اور دنیا کی بڑی شیطانی طاقت سے لڑنے کا حوصلہ اور ہمت پیدا کرتی رہی ہے۔ دوسرا یہ کہ روس یعنی دنیا کی یہ بڑی طاقت ثور انقلاب کے نتیجے میں ہماری ملت کی مزاحمت اور بہادرانہ لڑائی نے دشمن کو گھٹنے ٹیکنے پر مجبور کیا۔ سوئم یہ کہ افغان مجاہدین نے افغان سرفروشوں اور افغان مجاہد قوم نے وہ فارمولا وہ اصول اور دنیا کا وہ نظریہ وہ تصوّر بالکل ریزہ ریزہ کر دیا جس کے مطابق روس اگر کہیں چلا جائے اس کے قدم کسی جگہ پڑ جائیں تو پھر وہ پیچھے ہٹتے نہیں اور نہ ہی کبھی واپس جاتے ہیں۔

اس دس سالہ جہاد سے روس پر بھی یہ واضح ہو گیا اور اس کا بھی یہ فلسفہ یہ تھیوری ختم ہو گئی کہ روسی افواج جس جگہ بھی گئیں جب تک اپنے مطلب کو نہ پہنچ گئیں۔ پیچھے نہ ہٹی۔

آپ لوگوں نے ... ! الحمدللہ کہ اس سرخ فوج کو ذلت و رسوائی اور بے شرمی سے واپس جانے پر مجبور کر دیا۔ قبل اس کے کہ وہ اپنے انتہائی ترین ہدف تک پہنچتے۔ آپ نے انہیں نکال باھر کیا۔

انہیں سخت جانی نقصان پہنچایا گیا۔ انہیں ذلیل و رسوا کیا گیا اور انہیں دنیا کے سامنے کچھ اس طرح ذلیل و خوار کیا گیا کہ دیکھو! یہ ایک بڑی طاقت تھی۔ جو ایک چھوٹے سے ملک کے ایک چھوٹے سے شہر کو قابو کرنے کی طاقت نہیں رکھتی۔ تو یہ بھی اسی جہاد کا ایک نتیجہ

چہارم! ہماری اور آپ کی ثابت قدمی نے ایک بار پھر دنیا کو یہ ثابت کر دیا۔ کہ افغان قوم کسی کی غلامی نہیں مانتی اور یہ ملت ایک ناقابل تسخیر ملت ہے کل تک آپ نے مغرب کو یہ ثبوت دیا اور آج مشرق کو آپ نے اپنی بہادری اور غیرت کا ثبوت دیا۔

پس آپ وہ ملت ہیں جس نے مشرق و مغرب پہ ثابت کیا کہ ہمارے عزائم جواں ہیں اور اس قوم کو تسخیر کرنا ممکن نہیں ہے۔ یہ فقط صرف اور صرف خدائے بزرگ و برتر کی بندگی کر سکتی ہے اور بس۔ کسی اور کے سامنے جھک نہیں سکتی۔

پانچواں: جس طرح کل ہمارے ہی ہاتھوں انگریز سامراج کے شکست کا آغاز ہوا تھا۔ اسی طرح افغانستان میں روسی شکست سرخ سامراج کے زوال کی ابتداء ثابت ہوگی اور تمام غلام اور محکوم قومیں روس کے پنجہ استبداد سے آزاد ہوں گی۔

چھٹا: افغانستان میں روسیوں کی شکست دنیا بھر میں کمیونزم کی شکست ہے۔ اس سے تمام کمیونسٹ پارٹیاں سوچ میں پڑ جائیں گی جب روسی اپنے پڑوس میں اپنی تمام قوت کو بروئے کار لانے کے بعد بھی ایک چھوٹی سی قوم کو قابو نہ کر سکی تو ایسی صورت حال میں ضرورت کے وقت روسی کیسے ہماری حمایت اور امداد کو آئیں گے جب کہ ہم ان سے ہزاروں میل دور دوسرے ممالک میں پڑے ہیں۔

اے مجاہد بھائی! ہم نے دنیا میں کمیونزم پر ایک کاری ضرب لگائی ہے اب دنیا بھر میں کمیونسٹ پارٹیوں کو یہ بات سوچنی چاہیئے کہ روس ایک قابل اعتماد ساتھی ثابت نہیں ہو سکتا۔ وہ خطرے کے وقت ان کے کام نہیں آسکتے اور اس طرح ان کی تحریک ماضی کی طرح کامیاب نہیں ہو سکتی۔

ساتواں: آپ کے مجاہدین نے دنیا بھر میں مسلمانوں کی شان کو دوبالا کیا ہے۔ تمام دنیا کے مسلمانوں کے حوصلے آپ لوگوں کی وجہ سے بلند ہو گئے ہیں اور تمام مسلمانوں میں اپنے حقوق حاصل کرنے کا احساس پیدا ہو گیا ہے اور میں آپ لوگوں کو اپنا ایک ذاتی واقعہ بتاتا ہوں جب ۱۹۶۷ء میں ۲۱ سال پہلے اسرائیل نے عربوں پر حملہ کیا اور ان کے علاقوں پر قبضہ کیا تو اس وقت میں متعلقہ اداروں کے پاس گیا اور جہاد کے لئے اپنا نام درج کرایا۔ میں نے کہا کہ میں فلسطین جا کر اپنے بھائیوں کے شانہ بشانہ اسرائیل کے خلاف لڑنا چاہتا ہوں۔ اس وقت حکومت کسی کو جانے نہیں دیتی تھی چنانچہ میں کامیاب نہ ہو سکا۔

حسن اتفاق سے میں چند سال بعد فلسطین چلا گیا اور ان کے ساتھ شامل ہو گیا۔ میں جس جذبے کے ساتھ وہاں گیا تھا وہاں اس جذبے کو مفقود پایا۔ وہاں میں نے اسلام کے نام پہ کوئی پرچم لہراتا ہوا نہیں دیکھا۔ میں نے دیکھا کہ وہاں اسلام کے نام پر کوئی جہاد نہیں کر رہا۔ میں نے یاسر عرفات سے ملاقات کی۔ میں نے ابو جہاد کے ساتھ بات چیت کی جو کہ گذشتہ دنوں قتل کر دیئے گئے۔ میں نے نائف کے ساتھ بھی ملاقات کی۔ حواطمع کے ساتھ بات چیت کی۔ اسی طرح جارج حبش سے ملا۔ ان میں سے ہر شخص یہی کہتا تھا کہ میں ایک غیر اسلامی نظام قائم کرنا چاہتا ہوں۔ آج وہاں جو مظاہرے ہو رہے ہیں اور اسرائیل کے خلاف جو تحریک چلائی جا رہی ہے ان کا مشاہدہ آپ لوگوں نے بھی ٹیلی وژن پر کیا ہوگا اور یہ بات محسوس کی ہوگی کہ ان مظاہروں میں جو بینر اور پرچم لہراتے جا رہے ہیں ان پر اللہ اکبر

لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ کے نعرے دیکھے جا رہے ہیں یہ آپ لوگوں کے جہاد کی برکت ہے کہ فلسطین کے جد و جہد آزادی میں یہ نعرے لگائے جا رہے ہیں آپ مجاہدین کے تاریخ ساز جہاد کی طفیل وہاں کے لوگوں میں پہلی مرتبہ یہ احساس پیدا ہو گیا ہے کہ اسلام نجات اور کامرانی کا راستہ ہے وہ پہلے دوسرے اجنبی راستوں میں اپنی فلاح ڈھونڈ رہے تھے وہ دوسروں کے گھروں میں جائے پناہ تلاش کر رہے تھے۔ وہ دوسروں کی افکار سے روشنی حاصل کرنے کی کوشش کر رہے تھے لیکن آپ لوگوں نے وہاں کے لوگوں میں یہ احساس پیدا کیا کہ اسلام ایک ایسی قوت ہے جو مسلمانوں کی کامیابی کا ضامن ہے چنانچہ آپ لوگوں کے جہاد کی وجہ سے ان کو بھی اطمینان نصیب ہوا چنانچہ انہوں نے بھی اللہ اکبر کا نعرہ لگایا۔ وہ بھی تو مسلمان ہیں۔ لیکن پہلے ان کا عقیدہ نہیں تھا۔ ان کے خیال تھا کہ کامیابی کی کنجی دوسروں کے افکار اپنانے میں پوشیدہ ہے لیکن جب آپ لوگوں نے ان کو اس بات سے آگاہ کیا کہ کامیابی کا راز اللہ اکبر کا نعرۂ مستانہ بلند کرنے میں ہے تو بات ان کے سمجھ میں آگئی، چنانچہ انہوں نے بھی نعرہ لگایا کہ لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ تمام دنیا میں آپ نے ایک جذبہ اور ولولہ پیدا کیا اور ساری دنیا میں یہ احساس پیدا ہو گیا کہ کامیابی کا راز اسلام میں مضمر ہے۔ انسان کی دنیاوی اور اخروی کامیابی کا دار و مدار اسلام ہی پہ مضمر ہے اس لئے میں آپ کو مبارک باد دیتا ہوں۔ کیونکہ آپ نے ایک نہایت اہم ذمہ داری انجام دی ہے۔ اب کوئی کافر طاقت مسلمان پہ حملہ کرنے کی جرأت نہیں کر سکے گی۔ طاغوتی طاقتوں میں یہ احساس آپ کے جہاد کے جذبہ سے پیدا ہو گیا ہے کہ دیکھو! ایک مسلمان ملک پہ کبھی حملہ نہ کرنا۔ کیونکہ ان کے پاس کامیابی کا ایک ایسا راز پوشیدہ ہے۔ کہ اگر ایک بار بھی انہوں نے اللہ اکبر کی تکبیر کا نعرہ لگایا تو پھر مجھے ضرور منہ کی کھانی پڑے گی اور اس کے مقابل ذلیل و خوار اور رسوا ہوں گا۔

نواں:۔ اور بالآخر افغانستان سدا ایک آزاد اور مستقل ملک ہوگا۔ انشاءاللہ۔ پھر کبھی کوئی اس کی طرف بُری نظر سے نہیں دیکھے گا اگر روس کا یہ انجام لوگوں کو یاد رہے تو پھر کوئی افغانستان پہ حملہ کرنے کا تصور بھی نہیں کر سکے گا اور انشاءاللہ تعالیٰ یہ موجودہ تکالیف جو ہم اور آپ پر گذر رہی ہیں پھر ہمیں اور ہماری اولادوں کو کوئی بُری نظر سے دیکھ نہیں پائے گا۔

عزیزو! اب میں افغانستان کے موجودہ سیاسی صورت حال کی طرف آتا ہوں جس کے مسئلے میں میرا قوی یقین ہے کہ آپ سب اس میں پوری دلچسپی رکھتے ہیں اور چاہتے ہیں کہ آپ کچھ اس کے متعلق جان سکیں۔ آج کل ہر سو جنیوا معاہدے کا تذکرہ ہو رہا ہے اس سلسلے میں یہ عرض کر دینا چاہتا ہوں کہ اس معاہدے پر ۱۴ اپریل کو جنیوا میں پاکستان، کابل کی کٹھ پتلی حکومت، امریکہ اور روس نے دستخط کیے۔ ہم ابتداء سے جنیوا مذاکرات کی مخالفت کر رہے تھے اور ان مذاکرات کو شک کی نظروں سے دیکھ رہے تھے۔ اس کی وجہ یہ تھی کہ ان مذاکرات کی روشنی میں ہمیں مسئلہ افغانستان کا کوئی منصفانہ حل دکھائی نہیں دے رہا تھا۔

اس لئے یہ ایک فطری امر ہے کہ ایسے معاہدے کو تسلیم کرنے کے پابند نہیں ہیں۔ ہم کیوں یہ معاہدہ تسلیم نہیں کر رہے ہیں؟ ہم کیوں اس معاہدے پہ عمل درآمد کے پابند نہیں ہیں۔

اول:۔ اس کانفرنس کا فریم کچھ اس طرح سے متعین نہیں کیا گیا ہے کہ یہ اقوام متحدہ کے منشور پر جس پر ساری ملتوں نے دستخط کئے ہیں بشمول روس، پاکستان اور امریکہ۔ اس منشور کے خلاف ہے اس منشور میں صراحت سے یہ ذکر ملتا ہے کہ قوموں کی سرنوشت کا حق خود ملتوں کا اپنا ایک مسلّمہ حق ہے۔ اس معاہدے میں ہماری ملت کی سرنوشت کی طرف کوئی اشارہ نہیں کیا گیا ہے۔ معاہدے کے چاروں اساسی اسناد میں معاہدے کے چاروں نکات میں جس میں روس کا اخراج۔ مہاجرین کی واپسی اور افغانستان کے داخلی امور میں مداخلت نہ کرنا اور بین المللی تضمینات ہیں۔ ان ایک میں بھی ہماری ملّت کی سرنوشت کے موضوع کو نہیں چھیڑا گیا لہٰذا ہم نے اسے ماننے سے انکار کر دیا ہے۔

دوئم:۔ ہمارا موقف یہ ہے کہ اقوام متحدہ کے مسلسل فیصلوں نے یہ حکم صادر کیا ہے کہ اس کے مسلسل فیصلوں کا جنیوا کانفرنس بھی احترام کرنے پر مجبور ہے۔ انہوں نے ایسے فیصلے کئے ہیں کہ ان کی ملت کی سرنوشت کا حق بھی انہی کو ملے گا۔ افغانستان سے روس بغیر کسی شرط کے فوری طور پر نکلے گا۔ اور اس مسئلے کے فوری حل کے لئے اقوام متحدہ کے سیکرٹری جنرل ساری ملتوں کے ساتھ رابطہ قائم کرے گا۔ بھائیو! لیکن اس معاہدے میں یہ ایک کام بھی نہ ہو سکا۔

میرے بھائیو! میں نے آپ سے عرض کی تھی کہ اس معاہدے میں جو کچھ تھا۔ اس کا احترام نہ ہو سکا اور نہ ہی اس معاہدے میں میری اور آپ کی سرنوشت کے حق کو اچھی نظر سے دیکھا گیا۔ اگر ذرا بھی دیکھا جاتا تو روس فوری نکلتا۔ اب تو نو مہینوں میں نکلے گا اور وہ بھی بغیر کسی شرط کے نہیں۔ روس نے کہا ہے کہ میں اسی شرط پہ نکلوں گا کہ یہ معاہدہ دستخط ہو جائے اور دوسری جانب اقوام متحدہ کے سیکرٹری جنرل نے بھی اپنا فریضہ ادا نہیں کیا ہے۔ اور روس کی خوشنودی کی خاطر ہماری رائے کا کوئی احترام نہیں کیا گیا ہے، آیا ہم اس مسئلے کے ایک فریق نہیں؟ اس افغانستان میں آخر لڑتا کون ہے؟ انہوں نے روس کی خوشنودی کی خاطر روس کی نظریات کا خیال رکھا ہے۔ پس اقوام متحدہ کے جنرل سیکرٹری صاحب نے خود اقوام متحدہ کے منشور اور اقوام متحدہ کے فیصلوں کی خلاف ورزی کی ہے۔

جو لوگ اس معاہدے میں شامل ہیں انہوں نے اقوام متحدہ کے منشور اور اقوام متحدہ کے فیصلوں کی خلاف ورزی کی ہے ہماری ملت کا مسلمہ حق انہوں نے ضبط کر رکھا ہے اسی لئے ہم ان کے اس معاہدے کا احترام نہیں کرتے اور اسے ماننے پر مجبور نہیں ہیں۔

بھائیو! روسیوں نے اس معاہدے میں جو عہد کیا ہے کہ پھر افغانستان کے اندرونی معاملات میں دخل اندازی نہیں کرے گا اور اپنی فوجوں کو واپس بلانے کے فوراً بعد ہی اپنی مزدور حکومت کو جسے وہ اپنے ٹینکوں کے ذریعے لائے تھے اپنے ساتھ واپس لے جائے گا۔ اس کے برعکس اب وہ چاہتا ہے کہ نجیب کی کٹھ پتلی حکومت اپنی جگہ قائم رہے اور عدم مداخلت کا معاہدہ مزدور نجیب حکومت اور پاکستان کی اسلامی حکومت کے درمیان دستخط ہو گیا۔

هموطنو! مندرجہ بالا دلائل سے ہم نے یہ معاہدہ اپنے ساتھی ملتوں کے منشور کے خلاف سمجھا اقوام متحدہ کے مسلسل فیصلوں کے خلاف ہم نے جانا۔ اسے غیر عادلانہ اور انصاف کے خلاف سمجھا اور سمجھیں گے اور اپنے اس مجاہد ملت کا جائز ارمان پورا کرنے کے لئے اسے چارۂ کار نہیں سمجھتے۔

ہم ایسی حالت میں جب کہ روسی فوج کا اخراج مجاہدین کی جیت سمجھتے ہیں اس وقت تک اپنی مسلحانہ جہاد کو جاری رکھیں گے جب تک افغانستان میں روس کا ایک فوجی بھی رہے گا اور کابل میں روس کی کٹھ پتلی حکومت جو کہ روسی فوج کا ایک جزء ہے درمیان سے نہیں نکلتی۔ اگر روسی مجاہدین کے فشار کے سبب سے جا رہے ہیں تب بھی۔ لیکن اگر مزدور حکومت باقی رہے گی۔ ہم روسیوں کی براہِ راست اور مسلحانہ مداخلت افغانستان میں انجام تک پہنچنے نہیں دیں گے اور اس وقت تک اپنی مسلحانہ جہاد کو سنجیدگی سے جاری رکھیں گے جب تک روس کی دخل اندازی کرنے والی ساری اشکال درمیان سے غائب نہیں ہوتیں۔

بھائیو! مجھے یقین ہے کہ روسی افغانستان میں تنگ آ چکے ہیں اور آپ سے وہ ہار چکے ہیں اب جب کہ وہ واپس جا رہے ہیں تو یونہی جنیوا کانفرنس کا بہانہ بنا لیا۔ یہ حتمی طور پہ جاتے اور حتمی طور پر جاتیں

گے یوں تو ویسے بھی ذلیل و خوار ہو چکے ہیں۔

اے مجاہد! تیرے یہ خالی ہاتھ یہ بکھرے بال اور آبلہ زدہ پاؤں سے یہ شرما چکے ہیں۔ خدا نے انہیں ذلیل و خوار کر دیا ہے۔ یہ اس لئے کہ اللہ تعالیٰ آپ کا دوست ہے۔ اللہ پاک کے فرشتے آپ کے دوست ہیں۔ یہ حتمی طور پر نکلیں گے۔ یہ ذلیل و خوار ہو چکے ہیں اور بری طرح شکست کھا چکے ہیں۔ اب انہوں نے ایسے حالات پیدا کر لئے ہیں اور چاہتے ہیں کہ اس ذلت آمیز شکست کو سیاسی جیت کا جامہ پہنا دیں۔

ہم نے یہ جہاد صرف اور صرف خدائے عظیم و برتر کے حکم اور مدد سے شروع کیا ہے اور اسی کی مدد شامل حال ہے کہ اسے جاری رکھے ہوئے ہیں۔ جیسا کہ خالی ہاتھ ہم نے یہ جہاد شروع کیا ہے اور روس کو گھٹنے ٹیکنے پر مجبور کیا ہے۔ اب جب کہ پہلے سے زیادہ ہم وسائل کے لحاظ سے مضبوط اور قوی ہیں تو اگر روسی واپس جاتے ہیں تو مجھے بھی یہ فکر نہیں ہے کہ اس کی مزدور حکومت کچھ دن کے لئے افغان مجاہدین کے مدِ مقابل توانائی حاصل کرے۔ طاقت پیدا کرے مجھے یقین ہے کہ انشاءاللہ تعالیٰ یہ اور ان کا سارا اسلحہ جسے روسی بھیجتے ہیں یا انہوں نے یہ وعدہ کیا ہوا ہے کہ بھیجیں گے۔ یہ سارا اسلحہ ان افغان مجاہدین کے ہاتھ میں ہو گا۔ انشاء اللہ تعالیٰ فتح و نصرت افغان مجاہدین کے مقدر میں ہے اور وقت کی ڈور ان کے ہاتھ میں ہے اور یہ اس لئے بھی کہ خود اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے کہ:

نصرٌ من اللہ و فتحٌ قریب

ہماری فتح و نصرت کی نشانیاں اب ظاہر ہو رہی ہیں۔ لیکن آپ اس بات کا جائزہ لیں تو آپ کو معلوم ہو گا کہ روسی ابھی تک افغانستان سے نکلے نہیں ہیں اب جب کہ تحصیل یکے بعد دیگرے ہتھیار ڈال رہے ہیں اور یہ اپنے حلقیوں کو بھی اس بات پر مجبور کر رہے ہیں کہ وہ پیچھے ہٹ جائیں۔ حالت یہ ہے کہ یہ اچھی طرح سمجھتے ہیں کہ یہ سارے وسائل یہ خلقی اور یہ پرچمی سب مجاہدین کے ہاتھ زندہ آئیں گے۔ میری اپنے بھائیوں سے گذارش ہے کہ جیسے انہوں نے مصیبت اور تکلیف کے وقت صبر و ضبط سے کام لیا اور پورے صبر، متانت اور بردباری سے یہ تکالیف برداشت کیں اب جب کہ فتح و نصرت کا وقت قریب آ پہنچا ہے تو اب بھی آپ اسی صبر و تحمل کا مظاہرہ کریں۔ کسی بھی موڑ پر صبر کا دامن ہاتھ سے نہ چھوڑیں۔ کیونکہ حالات سخت حساس اور نازک ہیں۔ روس نے گھٹنے ٹیک دیتے ہیں اب وہ لازماً نکلے گا اس کا نظام بھی حتمی طور پر ختم ہو جائے گا۔ لیکن اب روس کی ساری کوشش یہی ہو گی کہ ان آخری لمحوں میں میری اور آپ کی کامرانی کو ناکامی میں بدل دے۔

تو میری عرض ہے کہ ہم ہر حال میں ثابت قدم رہیں جیسے کہ اب تک ہم نے صبر و تحمل اور متانت سے جہاد کو جاری رکھا ہوا ہے اسی صبر و تحمل اور متانت سے اللہ تعالیٰ کے سیدھے راستے پر گامزن رہنے کے لئے ثابت قدم رہیں۔ ہمت نہ ہاریں۔ اپنا بیڑا پار کریں۔ روسیوں کے پروپیگنڈے میں نہ آئیں اور جب تک روس کا آخری فوجی بھی نکل نہیں جاتا اور یہاں آپ کی خواہش کے مطابق صحیح اسلامی نظام نافذ نہیں ہو جاتا اس وقت تک ہم اپنے جہاد کو دوام بخشتے رہیں گے۔ انشاءاللہ دوسری مرتبہ جب ثور کی سات تاریخ آئے گی اور اگر ہم اسی طرح ثابت قدم رہے تو یقیناً افغانستان کی آزاد فضا میں سانس لیں گے

آپ نے گذشتہ روز پاکستان کے صدر جنرل محمد ضیاء الحق اور وزیر اعظم جونیجو صاحب کا یہ بیان سنا ہو گا۔ میں وہ بیان آپ کے اطمینان کی خاطر دوبارہ آپ کے گوش گذار کرنا چاہتا ہوں۔ انہوں نے اپنے بیانات میں مہاجرین بھائیوں کو یہ اطمینان دلایا کہ مہاجرین کو پاکستان سے زبردستی نہیں نکالا جائے گا اور کسی بھی طریقے سے مہاجرین پر امداد بند نہیں کی جائے گی۔ بلکہ پہلے کی طرح یہ امداد جاری رہے گی۔

ان دونوں نے یہ عہد بھی کیا کہ اس وقت تک یہ مہاجر پاکستان میں رہیں گے جب تک افغانستان میں حالات مہاجرین اور مجاہدین کی خواہش کے مطابق سازگار نہیں ہو جاتے۔ ہم ان دونوں پر ایک مسلمان کی حیثیت سے اور ان کی ایک مسلمان ملّت کے قائدین کی حیثیت سے اعتماد کرتے ہیں یہ کہتے ہیں کہ آپ پر امداد بند نہیں کی جائے گی اور آپ کو کوئی بھی زبردستی نہیں نکالے گا اور جب تک حالات آپ کی پسند کے مطابق سازگار نہیں ہو جاتے آپ سے کوئی یہ نہیں کہے گا کہ یہاں سے کوچ کریں اور ان پر اعتماد کرنا چاہیئے۔

لہٰذا اسی اساس پر ہمیں اور آپ کو صابر اور ثابت قدم رہنا چاہیئے اگر کہیں مہاجرین میں ایسے افراد موجود ہوں جو متذبذب اور کمزور عقیدے کے مالک ہوں تو آپ ان سے تعاون کریں اور انہیں سمجھائیں

کہ روسیوں نے بہت سارے ایجنٹ یہاں بھیج رکھے ہیں کہ مہاجرین میں سماجی شکست پیدا کریں۔

اگر کہیں کیمپوں میں آپ کے ساتھ سول حکام کوئی بُرا سلوک کریں اور پولیس آپ سے بُری طرح پیش آئے تو آپ صبر سے کام لیں اور اُن سے کہیں کہ چلو تم ان کی نشاندہی کرو اور اس بارے میں ہم سے رابطہ قائم رکھیں۔ مجھے یقین ہے کہ پاکستان کے اعلیٰ حکام اکثر اچھے لوگ ہیں۔ انہوں نے ہماری اور آپ کی بہت خدمت کی ہے اور میری درخواست ہے پاکستان کے انصار، پاکستانی کمشنرز پاکستان پولیس، حکومت سے متعلق لوگوں اور پاکستان کے عوام سے کہ اب تک انہوں نے جس طرح ہمارے مہاجرین کو آپ نے بڑی قدر اور عزت سے رکھا۔ اب تک آپ نے ان کا بڑا بوجھ اٹھایا۔ اب تک آپ نے بھائی چارے کی فضا میں ہمیں رکھا اور ہم سے اب تک مدینہ کے انصار جیسا سلوک کیا تو اب ان چند دنوں میں اپنے یہ سارے احسانات غارت نہ کریں۔ بُرا تاجر نہ بنیں۔ کہ یہ اتنی امداد۔ یہ اتنی ہمدردی اور یہ اس قدر دوستی اور بھلائی آپ روس کی حمایت پر روس کے اشارے پر ختم کر دیں۔ کہیں خدانخواستہ یہ مہاجر آپ سے بددل ہو کر جائیں۔

مجھے پاکستانی عوام اور ان مسلمانوں پر یقین ہے پاکستان کے مسلمان عوام اور حکومت نے جو حمایت ہمارے جہاد کی کی ہے وہ افغانستان کی تاریخ میں ایک روشن باب کی حیثیت رکھے گا۔ مجھے یقین ہے کہ یہ ملک اور اس ملک کے لوگ خواہ وہ عوام ہوں یا حکومت وہ بے حد ذہین اور زیرک ہے۔ ہماری اور ان کے مشترک دشمن کی چالبازیوں اور عیاریوں کو سمجھتی ہے۔ یہ مہاجرین کو آخری دنوں تک اس وقت تک جب تک افغانستان میں اسلامی نظام نافذ نہیں ہو پاتا اپنی گود میں پہلے کی طرح بھائیوں کی طرح محبت سے رکھیں گے۔ حتیٰ کہ اب بھی وہ ان کے ساتھ بھلائی ہی کریں گے۔ یہاں تک کہ یہ مہاجرین خوشگوار یادیں اپنے ساتھ لے کر جائیں۔

عزیزو! چند باتیں اب اپنے اتحاد اور تنظیموں کے بارے میں آپ سے کہنا چاہتا ہوں۔ اتحاد کے مسئلے پر میری عرض یہ ہے کہ اب الحمدللہ پہلے سے زیادہ یہ تنظیمیں ایک دوسرے کے قریب آچکی ہیں۔ ہفتے میں ممکن حد تک دو مرتبہ یہ سارے لیڈر آپس میں مل بیٹھتے ہیں اور اتحاد کا ایک مشترک دفتر رکھتے ہیں اور ایسا وقت بھی آتا ہے کہ مسلسل ایک ہفتے تک بھی آپس میں مل بیٹھ کر مسائل پر بحث کرتے ہیں۔ مجاہدین کی انتقالی حکومت بھی متعین ہو چکی ہے اور اس پر مناسب وقت پر کام شروع کر دیا جائے گا۔

دوسری بات یہ ہے کہ ہیئتیں منتخب ہو چکی ہیں اور بھیجی جا چکی ہیں۔ افغانستان کے اندر اب تو وہ سروے اور مطالعاتی حالت میں ہیں جب تک افغانستان کے اندر مجاہدین اپنی حکومت کے لئے کوئی مناسب جگہ نہ ڈھونڈ لیں۔ پھر یہ کہ افغانستان کی انتقالی حکومت کا قانون بن چکا ہے۔ میں اتحاد کے عالی شوریٰ کے سیکرٹری کی حیثیت سے آپ کو یہ خوشخبری سناتا ہوں کہ یہ قانون بن چکا ہے اور بڑوں کے عالی شوریٰ سے پاس ہو چکا ہے۔ مجاہدین کے درمیان اختلافات کو ختم کرنے کے لئے بھی اب اتحاد کی سطح پر ایک مقتدر مسائل کی کمیٹی بن چکی ہے۔

دوسرا کام جو ہوا ہے وہ یہ کہ افغانستان کو پھر سے آباد کرنے کی خاطر ایک کمیٹی ابھی متعین ہوئی ہے۔ اور اس نے کام شروع کر دیا ہے

دوسرا کام یہ ہوا ہے اور افواہ بھی ہے کہ روسی چاہتے ہیں کہ افغانستان کے جنوب سے نکل کر شمال میں اپنے آپ کو مضبوط کریں۔

تو اتحاد کی مجلس شوریٰ نے اس پر خاص محنت کی ہے اور پروگرام بنا رکھے ہیں کہ ان کاموں کی روک تھام کرے اور افغانستان کے تجزیے کی روک تھام کریں۔

پھر یہ ہے کہ جیسا کہ روسیوں نے وعدہ کیا ہے کہ وہ ۱۵ / تاریخ کو افغانستان سے اپنی فوجیں واپس بلانا شروع کر دے گا لہٰذا مجاہدین نے یہ فیصلہ کیا ہے کہ سب اکٹھے ہو کر ان ساری تنظیموں کو کسی ٹھوس لائحہ عمل کے لئے تیار کریں گے۔

میرے دوستو! میرے عزیزو! روس اسلام سے مجھ اور آپ کی عزت سے انتظامی معاملات میں شکست کھا چکا ہے۔ خود بھی اعتراف کرتا ہے اور ہر کسی سے بھی کہتا پھرتا ہے۔ یہاں تک کہ وزیر بھی یہاں پاکستان میں آچکے ہیں۔ اور کسی سے کہا ہے کہ افغان مجاہدین اگر چہ اسلحہ نہیں رکھتے ہیں لیکن پھر بھی جنگجو ہیں اور ہم اپنے فوجیوں کو جتنا بھی اسلحہ دیں وہ جنگ نہیں کر سکتے۔

اس نے خود یہ اعتراف کیا ہے کہ اگر ہم انہیں جتنا بھی اسلحہ دیں لیکن جب یہ ہی جنگ نہیں کر سکتے تو ہم ان کیا کریں؟

تو اب وہ چاہتے ہیں کہ وہ اپنی یہ شکست ایک سیاسی حربے سے ایک فعال سیاسی جیت میں بدل دیں۔ ضمنی طور پر یہ باتیں میں نے آپ

سے کہہ دیں۔

اور میں پھر آپ سے یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ ہمیں ہوشیار رہنا چاہیئے۔ کہیں ایسی کوئی بات نہ ہو جائے کہ روس کے مقابلے میں جیتی ہوئی جنگ خدا نخواستہ روس کی چالبازیوں سے چند مہینوں میں ہار جائیں۔

مجھے قوی یقین ہے جیسے کہ میں نے پہلے عرض کیا تھا کہ آئندہ ثور کی سات تاریخ افغانستان میں آزادی کی روشن صبح لے کر طلوع ہو گی۔ مجھے یہ یقین ہے کہ افغانستان کا جہاد کامیاب ہو گا کیونکہ بہت سارا پاک خون بہہ چکا ہے۔ بہت سے مخلص لوگ شہید ہو چکے ہیں اور ایسے لوگ لاکھوں کی تعداد میں شہید ہو چکے ہیں۔

لاکھوں افراد نے اپنے عہدوں اور مالی حیثیتوں کی پرواہ نہ کرتے ہوئے صرف دینِ حق کی سربلندی کی خاطر اپنی جانیں قربان کیں۔

بہت سے معصوم بچے جنہوں نے کبھی زمانے کی تلخی اور سختیاں نہیں دیکھی تھیں اور زندگی میں کسی منصب یا دولت کی کبھی کوئی طمع نہیں کی تھی وہ یتیم ہو گئے۔ بہت سے گھر یتیموں سے بھرے پڑے ہیں اور بہت سی بیوائیں، بہت سی خواتین ہماری اور آپ کی شوہروں کی سرپرستی سے محروم ہو چکی ہیں۔ کسی ایک خاتون کے ذہن میں بھی یہ بات نہیں اُبھرتی۔ کہ وہ افغانستان کا تخت و تاج سنبھال لے۔

دوستو! ایسے ایسے مخلص اور معصوم لوگ شہید ہوئے کہ میں کہتا ہوں کہ انہوں نے کبھی کوئی مادی طمع اس جہاد میں نہیں رکھی تو اللہ تعالےٰ کے حضور یہ خون انشاء اللہ کبھی ضائع نہیں جائے گا۔

اور یہ اس لئے بھی کہ وہ اللہ تعالیٰ کے سپاہی تھے اور خدائے بزرگ و برتر اس قدر غفور و رحیم ہے کہ جب تم اپنے بے حد فرمانبردار اور نیک خادم کو بے عزت نہیں کر سکتے تو اللہ تعالیٰ کیسے اپنے نیک اور پیارے مجاہدوں کو بے عزت فرمائیں گے؟ ان سپاہیوں کی ساری محنت کیونکر رائیگاں جائے گی؟ بیواؤں کی سرد آہیں کیسے بے اثر ہونگی اور ان یتیموں کے آنسو بغیر کسی نتیجے بغیر کسی انجام کے کیسے بہیں گے اب بھی تو محاذوں پر ایسے مخلص لوگ جہاد میں شریک ہیں جو صرف اور صرف اللہ تعالیٰ کی خوشنودی کی خاطر اور دینِ اسلام کی سربلندی کی خاطر لڑ رہے ہیں ان کے پاس دوسرا کوئی موضوع نہیں ہے مجھے یقین ہے کہ اللہ تعالےٰ ان کا یہ اخلاص کبھی ضائع نہ ہونے دے گا تو اس منطقی استدلال کے نتیجے میں مجھے یہ یقین ہے کہ ہم اور آپ انشاء اللہ جلد سے جلد آئندہ سال کے اس وقت تک اپنے وطن کو خیر و عافیت اور سکون سے کوچ کریں گے۔

دوسری بات یہ ہے کہ جن کے دلوں میں موجودہ حالات کے پیشِ نظر شکوک پیدا ہو گئے ہیں تو ان کے سامنے ہمارے دفتر کھلے ہوتے ہیں اور میں نے تو اپنے دفتر کو حکم دے رکھا ہے کہ تمام مہاجرین اور مجاہدین کے پاس اگر کوئی سوال ہو اور وہ اپنے کیمپوں کی نمائندگی کی سطح پر اس کی وضاحت چاہیں۔ ہم یقیناً آپ کے کیمپوں میں آئیں گے اور آپ کے سوالوں کے جواب دیں گے اور جب ایسا ہو کہ ہم اور آپ ایک دوسرے کی زبان کو ایک دوسرے کی بات کو باہم سمجھ سکتے ہوں۔ ہمارے اور آپ کے درمیان دشمن کوئی غلط فہمی پیدا نہ کر سکے، کوئی پھوٹ نہ ڈال سکے۔ خدائے بزرگ و برتر کے حضور خود کو آپ کو اور تمام دوستوں کے لئے دعائے رحمت کرتا ہوں۔ اسلام کی کامیابی کی دعا مانگتا ہوں اور افغانستان کی آزادی کی دعا مانگتا ہوں۔

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ

افضل الجہاد کلمۃ الحق عند سلطان جابر

میرزا خان (دیلی)

سب سے افضل جہاد ظالم بادشاہ کے سامنے حق بات کہنا ہے۔ ظالم بادشاہ کے مقابلے میں حق بات اٹھانا اور اسے حق کی جانب متوجہ کرنے میں بڑی قربانی چاہئے ہوتی ہے۔

جو اسلام کی سربلندی کی خاطر اپنی جان سے گذرتے ہیں وہ بے شک ایک عظیم جہاد ہے بارہا ایسا وقت آتا ہے کہ ایک ظالم شخص اپنے اختیارات کے نشہ میں اس قدر مست اور مغرور ہو جاتا ہے کہ اسے اپنے تمام کام برحق اور معقول لگتے ہیں۔ خصوصاً جب اس کے گرد خوشامدی اکٹھے ہو جاتے ہیں اور اس کے ہر کام پر تصدیق اور واہ واہ کی مہر لگاتے ہیں اور چاپلوسی کرتے

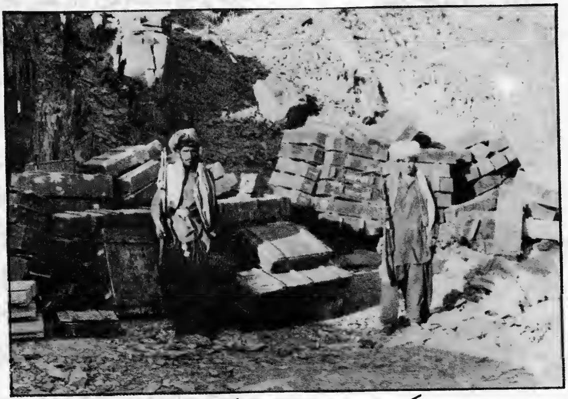

علی زئی مرکز میں مجاہدین کی طرف سے پکڑا ہوا مال غنیمت

ہیں۔ تو اس وقت قوم سخت تباہی سے دوچار ہوتی ہے ایسی حالت میں حقانی علماء کی سخت ضرورت محسوس ہوتی ہے کہ وہ حکمران اور امراء طبقے کو حق کی جانب موڑے۔ اور اُن کی غلطیاں اُن کے بداعمال اور ان کے مضر اثرات کی نشان دہی کریں۔ اس وقت تک، جب تک یہ اسلامی معاشرہ فساد اور گمراہی سے نجات حاصل کرے۔

اللہ کے فضل و کرم سے ہم اسلامی دنیا میں ایسی بڑی بڑی عظیم شخصیتیں رکھتے ہیں جنہوں نے عظیم جہاد کر کے عظمت کے جھنڈے گاڑے۔ اس سلسلے میں چند مثالیں مندرجہ ذیل ہیں۔

۱۔ امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ

جب یزید بادشاہ بنا تو حضرت امام حسینؓ نے بیعت کرنے سے انکار کر دیا۔ اس وقت جب امام حسینؓ یزید کے حکم سے میدانِ کربلا میں حصار میں لئے گئے تو یزیدی لشکر کے سپہ سالار عمر بن سعدی کو بلاکر

اس کو بات چیت کی دعوت دی۔ عمر بن سعد جب حاضر ہوا تو حضرت امام حسین رضؓ نے تین شرطیں اس کے سامنے رکھ دیں۔

(الف) میں جس جگہ سے آیا ہوں اجازت دی جائے کہ واپس اس جگہ چلا جاؤں "حجاز کو"

(ب) اجازت دی جائے کہ سرحدوں کو چلا جاؤں اور کفار کے ساتھ جہاد کروں۔

(ج) اور یا پھر یزید سے کہو تا کہ میں اپنا معاملہ اس سے فیصلہ کروں

سعد راضی ہو گیا اور فوری طور پر کوفہ کے گورنر ابن زیاد کو احوال بھیجا لیکن شمر ذی الجوشن کی مداخلت کی وجہ سے سعد کی یہ درخواست رد کر دی گئی۔ جنگ کے دوسرے دن بھی حضرت امام حسینؑ گھوڑے کے بدلے میں اونٹ پر سوار میدان میں آئے اور یزیدی لشکر سے مخاطب ہو کر فرمایا

" اے لوگو! میری بات سنو اور جلدی مت کرو۔ اس حق کی اساس پر میں تمہیں نصیحت کرتا ہوں۔ پھر ان کو انکے ہست و نیست، بودی و نابودی کی پہچان کرا دی۔ رسول پاکؐ کے ارشادات بیان فرمائے۔ وہ سندیں جو کہ کوفہ کے لوگوں نے کوفہ کے لئے مانگیں تھیں پیش کر دیں اور پھر پوچھا۔

" مجھے بتاؤ۔ کہ مجھے یہ کیوں مار دینا چاہتے ہیں۔ آیا یہ مجھ سے مقتول کا بدلہ لینا چاہتے ہیں۔ یا اپنا مال مجھ سے مانگنا چاہتے ہیں جسے میں ضائع کر چکا ہوں یا اپنے زخم کا قصاص لینا چاہتے ہیں"۔

یزیدی لشکر میں سے ایک آدمی نے اُٹھ کر باآوازِ بلند کہا "آپ کیوں یزید کی بیعت نہیں کرنا چاہتے؟"

امام حسینؑ نے سخت لہجے میں جواب دیا۔

" خدا کی قسم! یہ میں کبھی نہیں کروں گا کہ ذلّت و رسوائی کے ساتھ اپنا سر اس کے آگے جھکا دوں اور بندوں کی بندگی کا اقرار کر لوں میں اللہ سے پناہ مانگتا ہوں اس بات سے کہ میرے دامن پر سیاہ داغ آجائے اور میں اس متکبر سے پناہ مانگتا ہوں جو آخرت پر ایمان نہیں رکھتا"

بعد میں امام حسینؑ شہید ہوئے اور وہ مُبارک بدن گھوڑوں کے پیروں میں اِدھر سے اُدھر روندتا رہا۔ اناللہ وانا الیہ راجعون ط

۲۔ اُعمشُ رحؒ

جبار خان بریگیڈ کے مجاہد محمد حنیف جو ٹائم بم کے پھٹنے سے شدید زخمی ہو گئے تھے۔ ڈاکٹر محمد جمیل ان کا علاج کر رہے ہیں

ایک دفعہ اُمّی خلیفہ ہشام بن عبدالملک نے حضرت سلیمان بن میران اُعمشؒ کو ایک تحریر بھیجی کہ حضرت علیؓ کی ساری برائیاں جمع کر کے مجھے بھیجدو۔ حضرت اُعمش نے اول تو اس کا کوئی جواب نہیں دیا۔ لیکن ہشام کی جانب سے بار بار اصرار کیا جانے لگا تو حضرت اُعمش نے کچھ اس قسم کا خط لکھا۔

" اے ہشام! اگر ساری دنیا کی خوبیاں حضرت عثمانؓ میں موجود ہوں تو ان کی جانب سے تمہیں کوئی فائدہ نہیں پہنچے گا اور اگر ساری

بسم الله الرحمن الرحيم

الله اکبر

د افغانستان ملی اسلامی محاذ

محاذ

دنیا کی برائیاں حضرت علیؓ میں جمع ہوں تب بھی تمہیں اس سے کوئی زیان کوئی گزند نہیں پہنچے گا۔ اس لئے تم خود ہی وہ کام کرو جو خدا کو محبوب ہو کیونکہ صرف خدا کی جانب ہی سے ان اچھے کاموں کے صلے میں تمہیں فائدہ پہنچ سکتا ہے۔"

۳- ابوحازمؒ

اموی خلیفہ سلیمان بن عبدالملک نے اس وقت کے مشہور عالم ابوحازمؒ کو طلب کیا اور ان سے پوچھا کہ کیا وجہ ہے کہ ہم موت سے ڈرتے ہیں؟

ابوحازم: اُس کی وجہ یہ ہے کہ تم لوگ دنیا تو آباد کر لیتے ہو مگر آخرت برباد کر لیتے ہو۔ اسی وجہ سے اس آباد دنیا سے اس ویران سنسان کھنڈروں کو جانے سے ڈرتے ہو۔

سلیمان: آپ نے سچ کہا۔ لیکن یہ بتائیے کہ خدا کی جانب کس طرح سے رجوع کیا جا سکتا ہے؟

ابوحازم:۔ نیکوکار کی مثال ایسی ہے جیسے کوئی اپنے اہل وعیال سے دور چلا جائے اور پھر واپس آجائے لیکن وہ لوگ جن کی زندگیاں ساری بدی میں گذر چکی ہوتی ہیں۔ اس بھاگے ہوئے غلام کی مثال رکھتے ہیں جسے اپنے مالک کے سامنے زبردستی پکڑ کر لایا جاتا ہے۔

اس بات کو سنتے ہی سلیمان رو دیا۔ بولا۔ کاش کہ ہم بھی خدا کی طرف جانے والے راستے کو پہچان سکیں۔

ابوحازم: اے خلیفہ! تم اپنے آپ کو کتاب اللہ کے ترازو میں ڈالو۔ خود بخود تمہیں معلوم ہو جائے گا کہ یہ کتنی ہیبت رکھتی ہے۔

سلیمان:۔ یہ بات کس آیت میں واضح ہوتی ہے۔

ابوحازم: اللہ تعالیٰ فرماتا ہے" ان الابرار لفی نعیم وان الفجار لفی جحیم"

سلیمان: اے ابوحازم! میرے لئے دعا کیجئے۔

ابوحازم: اے پروردگار! اگر سلیمان بن عبدالملک تیرا دوست ہے تو اُسے نیکی کی توفیق دے اور اگر تیرا دشمن ہے تو اُسے سیدھے راستے پر ڈال دے۔

ابوحازم یہ کہہ کر اُٹھ کھڑے ہوئے اور وہ سارے انعام و اکرام جو خلیفہ نے اسے پیش کئے تھے رد کر دیئے۔ پھر بولے" جب تک یہ علماء اپنا علم، مقام اور حیثیت امراء سے بچاتے رہیں گے اور طمع اور حرص میں نہیں پڑیں گے۔ تب تک یہ امراء ان سے ڈرتے رہیں گے۔

۴- سعید بن جبیرؒ

حجاج بن یوسف نے سعیدؒ سے کہا "میرے بارے میں تمہارا کیا خیال ہے؟

سعیدؒ: میں تو اتنا جانتا ہوں کہ قرآن کریم سے روگردانی تمہاری زندگی کا قانون بن چکا ہے۔ اپنے نفس کے حکم سے تم ایسے کام کرتے ہو جس کے ذریعے تمہارا رعب اور دبدبہ بڑھتا ہے اور یہ کام تمہاری تباہی کا سبب بنے گا۔

حجاج: اے سعیدؒ! تمہارے حال پر افسوس ہے۔

سعیدؒ:۔ افسوس تو اس کے حال پر ہونا چاہئے۔ جو کہ جنت سے محروم ہے اور جسے دوزخ میں ڈالا جائے گا۔

حجاج: (غصے سے) میں تمہیں اس طریقے سے مار ڈالوں گا کہ آج تک کسی کو نہیں قتل کیا اور نہ آئندہ کروں گا۔

سعیدؒ: تم میری دنیا خراب کرو۔ میں تمہاری آخرت برباد کروں گا بالآخر حجاج نے سعیدؒ کے قتل کا حکم دیا اور سعیدؒ ہنس دیئے۔ حجاج نے پوچھا کہ تم کیوں ہنسے۔ سعیدؒ نے کہا کہ اللہ تعالیٰ کے سامنے جب تمہاری ہٹ دھرمی اور تمہارے ساتھ اللہ تعالیٰ کا علم اور صبر دیکھا تو تعجب ہوا۔ اس لئے ہنس دیا۔

اس نے تو جام شہادت نوش کر لیا۔ مگر حجاج نے بھی پھر کبھی خیر کا منہ نہیں دیکھا۔ بیمار ہوا اور مر گیا۔

اسلامی فکر

تحریر:- عبدالباری غیرت

روس جیسے عظیم مادی طاقت ہمارے اسلامی جذبے کے سامنے بے بس ہیں

کیمونزم میں عام طور پر ایک مخصوص طبقے کو مخاطب کیا جاتا ہے۔ یہ طبقہ محنت کشوں یا غریبوں کا طبقہ ہے جسے کیمونزم کی اصطلاح میں پرولتاری کہا جاتا ہے۔ اس کے برعکس سرمایہ دارانہ نظام میں سرمایہ داروں اور دولت مند لوگوں کو مخاطب کیا جاتا ہے۔ کمیونسٹ اس دوسرے طبقے کو اپنا دشمن سمجھتے ہیں اور اس کو حقارت سے یاد کرتے ہیں اور اس طبقے کے خلاف جنگ کو لازمی سمجھتے ہیں، جب وہ مسند اقتدار پر فائز ہو جاتے ہیں تو وہ سب کو ایک ہی لاٹھی سے ہانکتے ہیں اور اس سلسلے میں سرمایہ داروں اور غیر سرمایہ داروں میں کوئی فرق روا نہیں رکھتے۔ وہ اپنی تحریروں میں نہ صرف سرمایہ داروں کو ہدف تنقید بناتے ہیں بلکہ مذہب سے تعلق رکھنے والے لوگوں کو بھی اپنا دشمن نمبر ایک سمجھتے ہیں۔ اور ان کے خون بہانے کو جائز سمجھتے ہیں۔ مختصر طور پر ہم یہ کہہ سکتے ہیں کہ کمیونسٹوں کے علاوہ دوسرے مذاہب کے لوگ بھی اپنے آپ کو برحق سمجھتے ہیں اور اپنے دشمن کو برا بھلا کہتے ہیں لیکن اسلام ایک ایسا جامع اور عالمگیر دین ہے جس میں کسی خاص گروہ کو مخاطب نہیں کیا جاتا اور نہ ہی کسی محدود معاشرے کو مخاطب کیا جاتا ہے۔ بلکہ اس دین کا مخاطب انسان ہے اور اس سلسلے میں انسانوں کے درمیان کوئی امتیاز روا نہیں رکھا جاتا۔ اس سلسلے میں نہ اس کے معاشی حالت کا خیال رکھا جاتا ہے اور نہ ہی اس کے رنگ، نسل اور زبان کی پرواہ کی جاتی ہے۔

اسلام انسان کو مخاطب کرتا ہے خواہ وہ کہیں کا رہنے والا ہو۔ اور کیا شکل و صورت رکھتا ہو۔ اور یہ ان تمام آسمانی مذاہب کا خاصہ ہے جن کو اللہ تعالے نے اپنے پیغمبروں کی وساطت سے بنی نوع انسان کی رہنمائی کے لئے بھیجا ہے۔ اس سلسلے میں حضرت موسیٰ علیہ السّلام کو فرعون کے پاس بھیجا گیا اور اسے

کہا گیا ((اذھب الی فرعون انہ طغی فقل لہ قولاً لینا لعلہ یتذکر او یخشی)) موسٰی علیہ السلام کو کہا گیا کہ فرعون کے پاس جاؤ اور اسے نرم لہجے میں سمجھاؤ تاکہ وہ نصیحت پکڑے اور ڈر جائے، عین وقت پہ حضرت موسٰی علیہ السلام کو کہا گیا کہ بنی اسرائیل کو مصر سے نکال دو۔ مطلب یہ کہ موسٰیؑ کو یہ ذمہ داری سونپی گئی کہ مصر اور بنی اسرائیل کو فرعون سے نجات دلادے۔ فرعون نے دعوٰی کیا تھا کہ میں سب سے بڑا خدا ہوں۔ وہ مصر کے لوگوں پر قسم قسم کے مظالم ڈھارہا

اور ان کو مصر سے اپنے ساتھ لے گیا۔

یہ ہے صحیح اسلامی فکر جو طاغوتی طاقتوں کے مقابلے میں ایسی حکمت عملی اپناتی ہے اور اپنے پیروکاروں کو شر کی قوت سے محفوظ رکھتی ہے۔ اس سے ہم یہ اندازہ لگاسکتے

کہ اسلام کی حفاظت کس طرح کی جاسکتی ہے یہ ایک ایسا دین ہے جو انسان کو ہر آفت سے محفوظ رکھتی ہے یہ دین انسان کے دنیوی اور اُخروی کامیابیوں کا ضامن ہے اس دین

یہ بھی روسی وحشت وبربریت کا ایک نمونہ

تھا۔ عورتوں کو زندہ چھوڑتا تھا لیکن مردوں کو ذبح کرتا تھا۔ وہ اس طریقے سے اپنے باطل اقتدار کو طول دینا چاہتا تھا اور مصر کے لوگوں کو ہمیشہ کے لئے غلام رکھنا چاہتا تھا۔ لیکن موسٰیؑ نے بنی اسرائیل کو فرعون کے مظالم سے نجات دلادی

کا ہر ایک حکم انسان کے فائدے پہ مبنی ہے۔ اسی طرح یہ دین انسان کو جن کاموں کے کرنے سے روکتی ہے اُن میں انسانوں کا نقصان ہوتا ہے۔ اسلام کا مخاطب انسان ہے اور اسی دین کے اپنانے میں انسانیت کے فلاح میں مضمر ہے

افغانستان کے بارے میں گورباچوف کی نئی حکمت عملی

گذشتہ سال سے روسی رہنما میخائل گورباچوف نے افغانستان کے بارے میں ایک متحرک خارجہ پالیسی کا آغاز کیا۔ افغانستان کو ایک رستے ہوئے زخم سے تشبیہہ دے کر وہاں سے فوجیں واپس بلانے کا بار بار اعلان کیا اور افغانستان کے بارے میں اقوام متحدہ میں ہونے والی بات چیت کے دوران فوجوں کو واپس بلانے کے نظام الاوقات کو چار سال گھٹا کر اٹھارہ مہینے کرا دیا اور افغانستان میں اپنی طفیلی حکومت کے ذریعے ایک مختصر جنگ بندی کے اعلان کے ساتھ غیر کمیونسٹ عناصر کو مخلوط حکومت میں شمولیت کرنے کی پیش کش کی۔

کیا ان اعلانات کا مقصد روسی رہنما کے پروپیگنڈہ مہم کا حصہ ہے یا وہ خلوص نیت سے افغانستان کے مسئلے کو حل کرنا چاہتے ہیں

حقیقت کیا ہے؟

گورباچوف کے یہ تجاویز افغانستان کی جنگ میں ایک نئی موڑ کی نشان دہی کرتی ہے۔ درحقیقت روسی رہنماؤں کو ابھی یقین ہو گیا کہ افغانستان کا فوجی حل ممکن نہیں لیکن پھر بھی وہ سامراجی غلبے کے مقاصد حاصل کرنے کو ترک کرنا نہیں چاہتے۔ ماسکو کی وسیع حکمت عملی پس منظر میں دیکھتے ہوئے افغانستان کے بارے میں اس نئے اقدامات کا مقصد ان سیاسی نقصانات کو کم کرنا ہے جو افغانستان کی جنگ کی وجہ سے روس کو اٹھانا پڑ رہے ہیں اور دوسری طرف افغان مجاہدین کو بیرونی دنیا کی حمایت اور امداد سے بالعموم اور پاکستان کی امداد سے بالخصوص محروم کر کے روسی فوج فتح کو ممکن بنائیں۔

ماسکو کی یہ نئی چالبازی روسیوں کے لئے ایک کم خرچ سیاسی وسفارتی حکمت عملی ہے لیکن اگر یہ حکمت عملی ناکام ہوتی ہے تو روسی قیادت کو دو باتوں میں سے ایک کا انتخاب کرنا ہوگا۔ یا تو مہنگی اور تھکا دینے والی طویل جنگ کو ترجیح دیں گے اور یا اس مسئلے کی ایک حقیقی سیاسی حل کی طرف پیش رفت کریں گے۔

روسیوں کی دوغلی پالیسی

اگر اخباری رپورٹوں پر غور کیا جائے تو اس سے یہ بات ظاہر ہوتی ہے بہت سی اخباری اطلاعات کے مطابق روس افغانستان میں بری طرح پھنس چکا ہے وہ اس دلدل سے نکلنا چاہتے ہیں لیکن انہیں اس دلدل سے نکلنے کا کوئی راستہ دکھائی نہیں دیتا۔ ایک عام آدمی کے خیال میں روس کے لئے سب سے بہتر راستہ یہ ہے کہ وہ اپنی فوجیں زمینی اور فضائی راستوں کے ذریعے افغانستان سے واپس بلالیں لیکن یہ بات گورباچوف کی لفاظی پر مبنی پالیسی کے خلاف ہے۔

اس سلسلے میں تین ممکن وضاحتیں ممکن ہیں۔ پہلی بات یہ ہے کہ گورباچوف روسی فوجوں کی طرف سے افغانستان میں کئے گئے بے رحمانہ اقدامات پر پردہ ڈالنا چاہتا ہے۔ دوسری بات یہ ہے کہ وہ افغانستان سے ایسی حالت میں نکلنا چاہتا ہے کہ اس کی ساکھ بھی برقرار رہے اور ذلیل ورسوا نہ ہو۔ تیسرا امکان یہ ہے کہ یہ اقدامات روس کے اس عظیم خطرے کا حصہ ہے جس کے تحت وہ کم سے کم قیمت پر افغانستان کو حاصل کرنا چاہتا ہے پہلے سات سالوں کے دوران روس نے دوغلی پالیسی اپنائی۔ ابتدا میں افغانستان میں روسی

جارحیت پر سخت بین الاقوامی ردعمل کو کم کرنے کے لئے افغانستان سے اپنی فوجیں واپس بلانے کی خواہش کا اظہار کیا۔ دسمبر ۱۹۷۹ء تک روسی مداخلت کے ایک مہینہ گذرنے کے بعد نیویارک ٹائمز نے واشنگٹن میں مقیم روسی سفیر اناطولی ڈوبرینن کے حوالے سے لکھا کہ ماسکو افغانستان سے اپنی فوجیں واپس بلانا چاہتا ہے۔ اس کے بعد مغربی اخبارات میں کریملن کے نامعلوم روسی افسروں کے حوالوں سے اس قسم کی خبریں شائع کرتے رہے۔ اس قسم کی خبریں سفارتی سطح پر امریکہ اور روس کے مذاکرات کے دنوں نہایت تواتر سے چھپتی رہیں۔

روسی حوالوں سے اس قسم کی خبریں صرف پروپیگنڈہ اور عالمی برادری کی توجہ ہٹانے کے لئے شائع ہوتی رہیں۔ روس اور امریکہ کے مذاکرات میں روسی نمائندوں نے افغانستان سے روسی فوجوں کے نکالنے کے سلسلے میں کبھی بھی سنجیدگی سے بات چیت نہیں کی اور نہ ہی اس سلسلے میں کوئی ٹھوس تجاویز پیش کیں۔ اس کی بجائے اپنی برتری کا مظاہرہ کرتے ہوئے امریکہ، چین اور پاکستان کو اس مسئلے کا ذمہ دار ٹھہرایا اور کہا کہ جب یہ ممالک افغان مزاحمتی تحریک کو امداد دینا بند کر دیں گے۔ روسی فوجیں افغانستان کی صورت حال کو معمول پر لے آئیں گی اور اس کے بعد وہ افغانستان سے نکال دی جائیں گی۔ امریکہ کی ایماء پر شروع کردہ امن مذاکرات میں روسیوں نے ابتداء میں اس بات پر زور دیا کہ فوجوں کے نکالنے کے نظام الاوقات کا تعین کرنا ماسکو اور کابل انتظامیہ کا دو طرفہ مسئلہ ہے۔ اس سلسلے میں وہ یہ دلیل دے رہے تھے کہ صرف وہی حکومت روسی فوجوں کے باہر نکالنے کی درخواست کر سکتی ہے۔ جس کی درخواست پر یہ فوجیں آچکی تھیں۔ جب روس نے ۱۹۸۸ء میں اپنا حتمی نظام الاوقات دیا تو اس میں چار سالوں کے دوران فوجیں نکالنے کی بات کی گئی تھی۔ حالانکہ عملاً یہ فوجیں چار ہفتوں میں واپس بلائی جا سکتی ہیں۔ یہ صورت حال کسی صورت میں بھی مسئلہ افغانستان کو حل کرنے کے لئے سنجیدہ کوششیں قرار نہیں دی جا سکتی تھیں۔ مسئلہ افغانستان کا سیاسی حل تلاش کرنے کی بجائے ماسکو بین الاقوامی سطح پر جنگ کی وجہ سے اپنی گرتی ہوئی ساکھ کو بچانے کی خاطر امن کی بات کرتا تھا۔

گذشتہ سال کے دوران روس نے محض بات چیت کی پالیسی سے آگے کی طرف قدم بڑھایا۔ ایک طرف روس سیاسی سطح پر اٹھائے ہوئے نقصان کی تلافی کے لئے بھرپور کوششیں کر رہا تھا اس نے ۱۹۸۶ء کے آخر میں فوج کے چھ رجمنٹوں کے نکالنے کی بات کو محض پروپیگنڈے کی بنیاد پر اچھالا حالانکہ یہ رجمنٹیں اینٹی ایئر کرافٹ یونٹوں پر مشتمل تھی۔ جن کی افغانستان کی صورت حال میں کوئی ضرورت نہیں تھی چنانچہ ان چھ رجمنٹوں کو واپس بلانے کے بعد ان کے متبادل اور فوج بھیج دی گئی۔

دوسری طرف مذاکرات میں روس آہستہ آہستہ حقیقت کی جانب بڑھنے لگا۔ اقوام متحدہ کے زیر اہتمام مذاکرات میں روس نے فوجیں واپس نکالنے کے لئے اٹھارہ مہینوں کا نظام الاوقات پیش کیا جب کہ پاکستان چھ مہینوں کے نظام الاوقات پر مصر تھا۔ گورباچوف اور کابل میں اس کے ساتھیوں نے اس بات کو تسلیم کر لیا تھا کہ مستقبل میں کابل کی حکومت غیر کمیونسٹ رہنماؤں پر مشتمل ہونی چاہیئے۔ ایسی حکومت جو افغانستان سے روسی فوجوں کے نکالنے کی نگرانی کر سکے۔ ابھی تک روسی حکومت کی طرف سے جاری ہونے والے ہر بیان میں افغانستان سے روسی فوجوں کے نکالنے کی خواہش کا اظہار ہو رہا ہے لیکن ایک اور مسئلے نے حالات کو مخدوش بنا دیا۔ کابل کے حکام کے مطابق افغانستان سے روسی فوجوں کے نکلنے کے بعد وہاں ہزاروں روسی مشیر رہیں گے۔ افغانستان کے حکمران پارٹی کے جنرل سیکرٹری نجیب اللہ نے اس بات پر زور دیا کہ قومی مصالحت کے لئے ان کی پیش کردہ کوئی بھی تجویز کابل حکومت کے مارکسیٹی کردار پر اثر انداز نہیں ہوگی۔ ان کی تجویز تھی کہ مخلوط حکومت کی غیر کمیونسٹ عناصر حالات کو سدھارنے میں مدد ثابت ہوں گے۔ جب کہ اصلی طاقت کیمونسٹوں کے پاس ہوگی جب انہوں نے قانون کے تحت غیر کمیونسٹ پارٹیوں کے قیام کی اجازت دی تو ساتھ یہ بھی کہا کہ صرف ایسی پارٹیوں کے قیام کی اجازت دی جائے گی۔ جو افغانستان اور روس کے درمیان تاریخی رشتوں کا احترام کرے۔ دوسری طرف گورباچوف نے عوامی دباؤ کے تحت اپنے مؤقف کو ذرائع ابلاغ کے ذریعے پیش کیا۔

روس کی تازہ ترین پیش کش

اس مرحلے پر جنگ کو جاری رکھنے کے سلسلے میں روسی حکمت عملی کے تناظر میں گورباچوف کی امن تجاویز کی ان تجاویز کا جائزہ لینا چاہیئے۔ وہ سمجھوتے کا لفظ کسی سفارتی سمجھوتے تک پہنچنے کے لئے استعمال نہیں کر رہا بلکہ وہ اسے

ایک ایسی سیاسی حل کے لئے استعمال کر رہا ہے جو افغانستان پر روسی تسلط برقرار رکھنے میں معاون ثابت ہو اور روس اس طرح اپنا اصل ہدف حاصل کر سکے۔ ماسکو نے اقوام متحدہ کے زیر اہتمام پاکستان اور افغانستان کے درمیان ہونے والے مذاکرات میں اپنے مطالبات پیش کر کے اپنی پوزیشن واضح کی جب کہ مغربی دنیا کی تمام تر توجہ افغانستان سے روسی فوجوں کے نکالنے پر مرکوز ہو گئیں۔ اس لئے روسیوں پر معاہدے کے لئے مزید دباؤ ڈال دیا گیا۔ اول یہ کہ اس منصوبے کے مطابق معاہدے پر دستخط ہوتے ہی مزاحمتی گروپوں کو بیرونی امداد کی ترسیل بند ہو جائے گی۔ دوم یہ کہ معاہدے کے بعد بھی روسی فوجوں کو ایک عرصے تک افغانستان میں رہنے کی مہلت مل جائے گی۔ سوم کابل انتظامیہ کو افغانستان کی قانونی حکومت کی حیثیت سے بین الاقوامی سطح پر تسلیم کر لیا جائے گا۔ چہارم ان کو بڑی طاقتوں کی جانب سے معاہدے پر عمل درآمد کرانے کی ضمانت مل جائے گی۔ اس منصوبے پر عمل درآمد کے نتیجے میں دو طریقوں سے کریملن کی پوزیشن بہتر ہو جائے گی۔ اس طریقے سے روسیوں کو مزاحمتی فوجوں کے سپلائی لائن کاٹنے کا موقعہ مل جائے گا۔ روسی نظام الاوقات کو تسلیم کرنے کی صورت میں افغان مجاہدین کے لئے بیرونی حمایت ختم ہو جائے گی لیکن روسی فوجوں کو افغانستان میں ڈیڑھ سال تک قیام کرنے کا موقع ہاتھ آ جائے گا۔ اس کے علاوہ روسی حکومت کی طرف سے کابل حکومت کو فوجی امداد دینے پر بھی کوئی پابندی نہیں ہو گی۔

یہ مجوزہ شرائط سے یا تو افغانستان میں روس کے دوبارہ مداخلت کی راہ کھل جائے گی اور یا افغانستان میں روسی کے قیام کو محفوظ بنایا جائے گا۔ ایک ایسا معاہدہ افغانستان میں جنگ کے خاتمے کا پیش خیمہ ثابت نہیں ہو سکتا جو کابل میں موجودہ حکومت کو برسر اقتدار رہنے دے کیونکہ ایسی حکومت کے خاتمے کے لئے جنگ جاری رہے گی۔ اگر کابل کی حکومت کو افغانستان کی قانونی حکومت تسلیم کر بھی لیا جائے تو وہ امن معاہدے کی خلاف ورزی کے بہانے روس سے فوجی تحفظ کی درخواست کر سکتا ہے۔ اگر افغان مزاحمتی گروپ معاہدے سے پہلے باقی ماندہ اسلحہ اور گولہ بارود کے ذریعے روسی اور کابل فوج پر حملے جاری رکھیں تو روس امریکہ پر معاہدے کی خلاف ورزی اور افغان مزاحمتی تحریک کو اسلحہ دینے کا الزام لگا کر افغانستان میں ایک طویل عرصے تک اپنی فوجوں کے قیام کے لئے جواز پیدا کر سکتا ہے ماسکو جنگ میں مبتلا ہمسایوں کو امداد دینے کا طویل ریکارڈ رکھتا ہے لیکن امریکہ کے متعلق یہ نہیں کہا جا سکتا کہ وہ افغان مزاحمتی تحریک کو دوبارہ امداد دینا شروع کرے گا یا دوسری جانب سے خلاف ورزی کی پرواہ کئے بغیر جنیوا معاہدے کی پابندی کرے گا۔ مذاکرات کی میز پر روس کی موجودہ پوزیشن صرف خصوصی مراعات حاصل کرنے کی نمائندگی نہیں کرتی بلکہ وہ اس طریقے سے اپنے معیار کے مطابق فتح حاصل کرنے کے لئے بھی کوشاں ہے۔ ماسکو کو مسئلہ افغانستان کا مذاکرات کے ذریعے کوئی حل نکلتا ہوا دکھائی نہیں دیتا بلکہ وہ مذاکرات کو اس شروع کردہ کھیل کے دوسرے مرحلے میں داخل ہونے کا ایک ذریعہ سمجھتا ہے۔ گورباچوف مسئلہ افغانستان پر اپنی ڈپلومیسی کے ذریعے فوجی فوائد بھی حاصل کرنا چاہتا ہے۔ پانچ سال سے دس سال کے عرصے تک افغانستان میں روسی فوجوں کے قیام کی صورت میں ماسکو افغان مجاہدین کو باہر سے ملنے والی فوجی امداد کا سلسلہ منقطع کر سکتی ہے۔ یہ فتح کے لئے پہلی شرط ہے روسی مسلح افواج ابھی تک نہ تو پاک افغان اور ایران، افغان سرحد کو بند کرنے میں کامیاب ہوتی ہے اور نہ ہی افغانستان کے اندر کے راستوں کے ذریعے مجاہدین کو اسلحہ کی رسد بند کرنے میں کامیاب ہوتی ہے۔ گورباچوف یہ مقصد مذاکرات کے ذریعے حاصل کرنا چاہتا ہے اور اس غرض سے بین الاقوامی سطح پر مزاحمتی تحریک کو ان کی حامیوں سے محروم کرنا چاہتا ہے۔

روسی ہدف کی ترجیح :

پاکستان افغان مزاحمتی تحریک کو فوجی ساز و سامان پہنچانے کے لئے پائپ لائن کی حیثیت رکھتا ہے اس کے علاوہ یہ ملک افغان مزاحمتی تحریک کے رہنماؤں اور افواج کے لئے جائے پناہ بھی ہے پاکستان کے علاوہ ایران بھی شیعہ مزاحمتی گروپوں کو محدود فوجی امداد دیتی ہے۔ گورباچوف افغان مزاحمتی تحریک کو فوجی امداد دینے کا محور پاکستان کو سمجھتا ہے گذشتہ سال کے دوران اس کی یہ حکمت عملی رہی کہ پاکستان کو جنگ سے دور رکھا جائے چنانچہ اس مقصد کے حصول کی خاطر اس نے ایک خطرناک اور مہلک پالیسی اپنا لی۔ اس نے پاکستانی عوام کو اپنا ہدف بنایا جو تیس لاکھ سے زائد افغانوں کی موجودگی کی وجہ سے معاشرتی اور معاشی بوجھ محسوس کرتے ہیں اس سلسلے میں پہلے گورباچوف نے اپنے آپ کو امن کے خواہان کی

حیثیت سے پیش کیا۔ دوسری طرف ظلم و بربریت کا راستہ اپنایا اور اس طرح پاکستان کو افغان مزاحمتی تحریک کی امداد سے باز رکھنے کی کوشش کی۔

دہشت گردی :

روس کی زیر نگرانی افغان خفیہ پولیس نے پاکستان کے طول و عرض سے بموں کے دھماکوں اور دہشت گردی کا ایک لامتناہی سلسلہ شروع کیا۔ جنگ کے ابتدائی دنوں میں پشاور میں ایسے حملے براہ راست افغان مزاحمتی تنظیموں پر کئے گئے اور بہت سے لوگوں کو ہلاک کیا لیکن اب روسی ایجنٹوں نے ملک بھر میں عوامی اجتماعات کی جگہوں جیسے ہوٹلوں۔ منڈیوں اور ریل گاڑیوں میں بم نصب کرنا شروع کئے جن سے افغانوں کے ساتھ ساتھ پاکستانی بھی کثیر تعداد میں موت سے ہم آغوش ہو جاتے۔

۱۹۸۷ء میں نجیبلن نے پاکستان کے چاروں صوبوں میں دہشت گردی کی یہ مہم شروع کی اس سلسلے میں جولائی کے وسط میں کراچی میں دو زبردست دھماکے ہوئے جس سے اسی سے زائد افراد جان بحق ہوئے دہشت گردی کی یہ مہم اسلام آباد پر اندرونی سیاسی دباؤ ڈالنے کے لئے شروع کی گئی تاکہ وہ مسئلہ افغانستان کو روسی خواہشات کے مطابق حل کرنے پر آمادہ ہو جائے۔

فضائی حملے

کابل حکومت کے ہیلی کاپٹروں نے جسے عام طور پر روسی ہوا باز اڑاتے تھے نے مسلسل پاکستان کے فضائی حدود کی خلاف ورزی کی اور پاکستانی علاقے پر کثیر تعداد میں حملے کئے ۱۹۸۶ء میں اس طرح کے سات سو حملے کئے گئے۔

جب کہ ۱۹۸۵ء میں دو سو سے زائد حملے کئے گئے ان حملوں کے نتیجے میں دو سو سے زائد افراد جان بحق ہوئے۔ ۱۹۸۷ء کے پہلے چار مہینوں کے دوران اس طرح کے تین سو پچاس حملے کئے گئے جن میں پاکستانی سرحد کے اندر کے علاقے پر سو سے زیادہ بم یا راکٹ گرائے گئے جس کے نتیجے میں چار سو سے زائد افراد ہلاک اور پانچ سو سے زائد زخمی ہو گئے مارچ کے دو ہفتوں میں رباط کے مہاجر کیمپ سرحدی علاقوں میں تری منگل اور انگور اڈہ پر بمباری کے نتیجے میں دو سو سے زائد افغان مہاجر اور پاکستانی ہلاک ہو گئے۔ اگرچہ نجیبلن

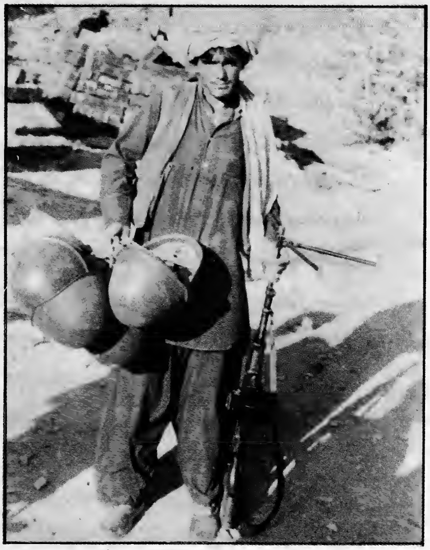

نہ تنہا ٹوپیاں، بلکہ روسیوں کے کھوپڑیاں بھی ہمارے دروں اور پہاڑوں میں چھوڑ گئے ہیں

نے پاکستان میں خونریزی کی پالیسی اپنائی لیکن وہ پاکستان کے مضبوط سیاسی عزم کو نہ توڑ سکے۔ گوربا چوف کا مقصد یہ تھا کہ پاکستان کو اس بات پر مجبور کیا جائے کہ وہ افغانوں کے لئے اسلحہ کی ترسیل کا ذریعہ نہ بنے لیکن وہ اپنے اس مقصد میں کامیاب نہ ہو سکے گوربا چوف کی مہم افغانستان کو فتح کرنا ہے جس میں گذشتہ آٹھ سال سے روسی مصروف ہیں۔ اگر وہ اپنے اس مقصد میں ناکام ہوا تو اسے فوجی لحاظ سے بہت مشکلات کا سامنا کرنا پڑے گا۔

طاقت کے موجودہ توازن کو مدنظر رکھتے ہوئے یہ بات کہی جا سکتی ہے کہ ماضی قریب میں یہ مسئلہ نہایت اہم موڑ کی طرف بڑھتا ہے۔ اکثر و بیشتر افغان مزاحمتی گروپ اس بات کا ذکر کرتے ہیں کہ وقت روسیوں کے لئے موزوں ہے اس لئے کہ ملین کی فوجیں طویل عرصے تک لڑ سکتی ہیں۔ لیکن اس مرحلے پر اہم سوال یہ ہے کہ کیا گوربا چوف عرصے تک جنگ لڑنے کی قیمت کو ادا کرنے کے لئے تیار ہو جائے گا۔

مزاحمتی تحریک کے امکانات

مختصر عرصے میں افغانستان میں دونوں کو اپنے اپنے مقاصد حاصل کرنے میں سخت مشکلات کا سامنا کرنا پڑ رہا ہے۔ افغان مزاحمتی تحریک کا مقصد کابل میں روس کی طرف سے مسلط کردہ حکومت کا تختہ الٹنا ہے لیکن فی الحال وہ ایسا نہیں کر سکتے کیونکہ کابل حکومت کو ۱۲۵۰۰۰ فوج کا تحفظ حاصل ہے۔

مزاحمتی تحریک کا سب سے بڑا مسئلہ یہ ہے کہ اس کی غیر منظم فوج کو یہ امید نہیں ہے کہ وہ روس کی منظم فوج کو افغانستان سے باہر نکالنے میں کامیاب ہو جائیں گے۔ جب انہوں نے گوریلا جنگ کا آغاز کیا تو مسلسل تجربات نے انہیں جدید طریقۂ جنگ سے آشنا کیا اور وہ عصری تقاضوں کے مطابق اپنی مخالف منظم فوج کو شکست دینے کے قابل ہو گئے۔ افغان مزاحمتی تحریک کی واحد حکمت عملی میدانِ جنگ میں روسیوں کو زیادہ سے زیادہ شکست پہنچانا ہے تاکہ روس کو افغانستان میں مداخلت کرنے کی حماقت کا احساس ہو جائے۔ ان حالات کی روشنی میں افغان مزاحمتی تحریک کی فوجی قیادت میں اپنی ترجیحات کو یوں ترتیب دیا ہے۔

(۱) دیہی علاقوں میں محفوظ پناگاہیں تلاش کرنا

جب ان کو اس بات کا احساس ہوا کہ روسی فوجی فضائی حملوں سے مکمل طور پر اپنے آپ کو محفوظ رکھنا ممکن نہیں تو انہوں نے اپنے لئے ایسا وسیع و عریض علاقہ تلاش کیا۔ جو روسی ٹینکوں کی پہنچ سے باہر ہے۔ افغانستان کے پہاڑی علاقوں تک روسی فوجوں کی رسائی ممکن نہیں اور نہ ہی روس کے لئے یہ ممکن ہے کہ اپنی فوجوں کو مستقل بنیادوں پر ان علاقوں میں رکھیں۔ اگر روسیوں کو ان کے زیر تسلط علاقوں سے دھکیل دیا جائے جیسا کہ ہر سال وادی پنج شیر پر حملے کے دوران ان کو دھکیلا جاتا ہے تو کسی خطے پر ان کا قبضہ اس وقت تک برقرار رہتا ہے جب تک روسی فوجیں وہاں موجود رہتی ہیں۔ جب وہ اپنی چوکیوں کو واپس چلے جاتے ہیں تو علاقہ پر پھر مزاحمتی گروپ قابض ہو جاتے ہیں۔

۲۔ ایران اور پاکستان سے اپنی رسد کی راہوں کو کھلا رکھنا :۔

افغانستان کا پاکستان کے ساتھ ایک ہزار میل اور ایران کے ساتھ ۵۰۰ میل مشترکہ سرحد ہے۔ ان سرحدوں میں سینکڑوں ایسے چھوٹے راستے ہیں۔ جن کے ذریعے افغان مزاحمتی گروپوں کو اسلحہ کی ترسیل جاری رہتی ہے اور ان پر ان کے مسلح دستے حمل و نقل کرتے رہتے ہیں۔ ماسکو کی فوجیں اس تمام سرحد میں صرف درۂ خیبر کو کنٹرول کر سکتے ہیں۔ مجاہدین کو جتنی آزادی سے اسلحہ کی نقل و حمل جاری رہتی ہے۔ اس سے محاذِ جنگ پر اُن کی قوت و دباؤ کا اندازہ لگایا جا سکتا ہے۔ روسیوں نے مجاہدین کی رسد کے راستوں کو بارہا بند کرنے کی کوشش کی۔ لیکن وہ اس میں کامیاب نہ ہو سکے سرحدی علاقہ ابھی تک مجاہدین کی نقل و حمل کے لئے کھلے ہوئے ہیں۔

۳۔ دیہی علاقوں میں روسی اور افغان حکومت کی چوکیوں پر حملہ کرنا اور اُن کو پریشان کرنا،

جن فوجی چوکیوں کو فضائی تحفظ حاصل نہیں ہے یا شاہراہوں سے دور ہے۔ وہ نہایت مشکل صورت حال سے دوچار ہیں۔ چونکہ ۱۹۸۴ء اور ۱۹۸۵ء میں افغان مزاحمتی گروپوں کو باہر سے کافی امداد موصول ہوئی۔ اس لئے وہ روسی فوجیوں اور افغان فوجیوں کو ملک بھر میں پیچھے دھکیلنے میں کامیاب ہوتی۔ اس سلسلے میں روسیوں کو بعض پہاڑی چوٹیوں پر مجاہدین کے نقل و حمل کی نگرانی کے لئے مشاہداتی چوکیوں کے قیام میں کچھ کامیابی حاصل ہوئی۔

۴۔ روس کی رسد کے راستے میں مشکلات پیدا کرنا

افغان مزاحمتی تحریک نے روس کی رسد کے راستوں کو کاٹنا بھی اپنی ترجیحات میں شامل کیا ہے۔ جب روس سے روسی فوجی قافلے افغان سرحدوں میں داخل ہوتے ہیں تو مجاہدین پر حملہ آور ہو کر ان کی نقل و حمل میں مشکلات پیدا

کرنے کا باعث بنتے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ کابل حکومت اور روسی حکام مجاہدین کے خلاف برسرپیکار فوجوں کو زمینی راستوں کے بجائے ہوائی راستوں کے ذریعے امداد پہنچاتے ہیں۔ روسی فوجی قافلے جب دور دراز علاقوں مثلاً سرحدی صوبے کونڑ کے مقام بری کوٹ تک جب جاتے ہیں تو راستے میں مجاہدین اُن پر حملہ آور ہوجاتے ہیں۔ اور انہیں واپس آنا پڑتا ہے۔ جب ۱۹۸۶ء میں افغان مزاحمتی گروہوں کو بلوپایپ اور سٹینگر میزائل دیئے گئے تو روسی ٹرانسپورٹ طیاروں کو اڑنے اور اُترنے میں سخت مشکلات کا سامنا کرنا پڑا۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ یہ میزائیل پانچ میل کے فاصلے سے اپنے ہدف کو نشانہ بنا سکتے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ بہت سے روسی طیاروں اور ہیلی کاپٹروں کو دوبارہ رسد پہنچانے کے مشن کے دوران ان میزائلوں کا نشانہ بننا پڑا۔

مجاہدین کو وافر مقدار میں میزائلوں کی فراہمی نے روس کو اس بات پر مجبور کیا کہ وہ اپنی فوجوں کو زیادہ سے زیادہ محفوظ مقامات پر منتقل کرے۔

۵۔ افغانستان کے بڑے بڑے شہروں میں روسی قابض فوجوں پر اور بڑے بڑے فوجی تنصیبات پر حملے کرنا

افغان مزاحمتی تحریک نے قوت پکڑنے کے ساتھ ہی دشمن کے بڑے بڑے فوجی ٹھکانوں پر دباؤ بڑھانا شروع کیا ہے۔ ان حملوں سے اُن کا مقصد نہ صرف روس کو جانی و مالی نقصان پہنچانا ہے بلکہ روسی فوجوں کو مخصوص مقامات کی حفاظت تک محدود رکھنا ہے۔ افغانستان کے بڑے بڑے شہروں پر گوریلا حملے جاری ہیں۔ کابل کے گلی کوچوں میں تقریباً ہررات لڑائی ہوتی ہے اور روسی فوجیں قندہار اور ہرات کے بڑے بڑے مقامات میں داخل ہونے کی جرأت نہیں کرسکتی۔ جون اور جولائی میں قندہار میں ۴۵ دنوں کی جدوجہد کے بعد مجاہدین نے روسی فوجوں کو فوجی تنصیبات پر قبضہ کرنے سے باز رکھا دشمن کے خلاف کارروائیوں میں مجاہدین کو سب سے بڑا مسئلہ درپیش ہے وہ نقل وحمل کے ذرائع ہیں۔ جب مجاہدین کسی مقام پر قبضہ کرلیتے ہیں تو اپنے رسد کے راستوں کو کھلا رکھنا اُن کے لئے بڑا مسئلہ ہوتا ہے اور ان کو اس مقصد کے لئے بہت سی جانی قربانی دینی پڑتی ہے۔ اس سلسلے میں وہ نقل وحمل کے ذرائع کی کمی کے شکار ہوجاتے ہیں۔ وہ پاکستان کے ساتھ سرحدی صوبوں میں روسی کابل فوج کے خلاف برسرپیکار مجاہدین کو ضروری اشیاء فراہم کرسکتے ہیں۔ لیکن جو مجاہدین افغانستان کے مرکز کا شمال اور جنوبی علاقوں میں دشمن کے خلاف لڑتے ہیں ان کو رسد کی فراہمی مشکل ہوتی ہے مجاہدین میدان جنگ میں روسیوں کو زیادہ سے زیادہ نقصان پہنچانے پر قادر ہیں۔ لیکن وہ بڑے بڑے روسی فوجی تنصیبات پر موثر حملے نہیں کرسکتے۔

ماسکو کی کمزور سیاسی بنیاد

روس کا مقصد پورے افغانستان پر مکمل کنٹرول حاصل کرنا اور جنوب مغربی ایشیا کا ملغاریہ بنانا ہے۔ ماسکو کا سب سے بڑا مسئلہ یہ ہے کہ اس کے پاس افغانستان میں ایسی حکومت نہیں ہے جو روسی خواہشات کو پورا کرسکے۔ درحقیقت ماسکو نے گذشتہ سال کے دوران کابل کی حکومت کو مضبوط بنانے اور کریملن کی خواہشات کو پورا کرنے کے اہل بنانے میں اپنی پوزیشن مزید کمزور کرلی، اور اس طرح کابل حکومت کے سیاسی ساکھ کو بھی زبردست دھچکا لگا۔

افغانستان کی کیمونسٹ پارٹی کافی عرصے سے دو دھڑوں خلق اور پرچم میں منقسم چلی آرہی ہے۔ اور ماسکو نے ان دونوں دھڑوں کو متحد کرنے کی بہت کوشش کی۔ ۱۹۷۹ء میں افغانستان میں جارحیت کے موقع پر روسیوں نے خلق دھڑے کے لیڈر حفیظ اللہ امین کو موت کے گھاٹ اتار دیا اور اس کی جگہ ایک پرچمی ببرک کارمل کو اقتدار پر بیٹھا دیا اور اب پرچم کے ببرک کارمل کی جگہ ۱۹۸۶ء میں افغان خفیہ پولیس کے سربراہ ڈاکٹر نجیب اللہ کو اقتدار سونپ دیا گیا۔ ببرک کارمل کو ہٹانے

کے موقع پر ردّعمل کے طور پر اُن کے حق میں بہت سے مظاہرے ہوئے۔ اس لئے حکومت کو بالآخر ان کی بیماری اور علاج کے لئے روس بھیجنے کا اعلان کرنا پڑا۔ افغانستان کی کمیونسٹ پارٹی میں اتنے شدید اختلافات ہیں کہ پولٹ بیورو کے اجلاسوں میں مخالفین نے کئی مرتبہ ایک دوسرے پر گولیاں چلائیں۔

اس کے علاوہ کابل کی مسلح افواج کی کارکردگی کا جائزہ بھی لیا جاسکتا ہے جو مسلسل تباہ ہورہی ہے۔ افغان آرمی کی حیثیت چوہوں کی دوڑ کی سی رہ گئی ہے، ہر روز افغان پولیس افغان شہریوں کو جبراً فوجی بھرتی کے مراکز میں لاتی ہے جن میں نئے رہا شدہ قیدی بھی ہوتے ہیں۔ ایسے واقعات بھی

کوہ صافی بریگیڈ کا کمانڈر خان محمد اپنے ساتھیوں کے ہمراہ

دیکھنے میں ملے ہیں کہ ایک آدمی کو حکومت کے خلاف سرگرمیوں میں ملوث ہونے کے الزام میں تعذیب کا نشانہ بنایا جاتا ہے اور پھر اسی آدمی کے تحویل میں ٹینک دے دیا جاتا ہے۔ آج کل کے حالات میں افغانستان کی خصوصی کمانڈو یونٹس بھی میدانِ جنگ میں غیر مؤثر ثابت ہورہی ہیں۔ مغربی ذرائع کے اندازے کے مطابق کابل کی فوج تیس ہزار (۳۰،۰۰۰) نفوس پر مشتمل ہو کر رہ گئی ہے۔

کابل حکومت کے ارکان کو یہ بات اچھی طرح معلوم ہے کہ اُن کی حکومت روسی تحفظ کے بغیر چند ہفتوں سے زیادہ دیر تک قائم نہیں رہ سکتی۔ یہی وجہ ہے کہ جب روس اپنی فوجوں کے نکالنے کی بات کرتا ہے تو اس کے کابل میں برسر اقتدار ایجنٹ حواس باختہ ہوجاتے ہیں۔ جب ۱۹۸۶ء میں گورباچوف نے افغانستان سے چھ رجمنٹ فوج واپس بلانے کا اعلان کیا تو کابل حکومت کے کئی سرکردہ افراد نے مجاہدین کے ساتھ روسی فوجوں کی واپسی کے بعد ذاتی تحفظ اور جان بخشی کے لئے رابطہ قائم کیا۔

نئی روسی حکمت عملی

افغانستان میں ایک مستحکم حمایتی حکومت کے قیام میں ناکامی کے بعد روس کو صورت حال سے نمٹنے کے لئے اپنی ہی فوج پر انحصار کرنا پڑ رہا ہے۔ افغانستان میں روسی سرگرمیوں سے اس بات کا اندازہ لگایا جاسکتا ہے کہ ان کی حکمت عملی میں درج ذیل ترجیحات شامل ہیں۔

(۱) بڑے بڑے شہروں، فوجی اڈوں اور نقل و حمل کی بڑی بڑی شاہراہوں کی حفاظت کرنا

افغانستان میں تقریباً ۱۰۰۰۰۰ روسی فوجیں اس مقصد کے حصول کے لئے کوشاں ہے۔ ان میں آدھی فوج بڑے بڑے شہروں اور شاہراہوں کی حفاظت کے لئے تعینات کی گئیں ہیں تاکہ ان مقامات کو مجاہدین کے حملوں سے بچایا جاسکے جب کہ باقی آدھی فوج یا تو بڑے بڑے فوجی اڈوں کی حفاظت پر معمور ہیں۔ یا مجاہدین کے خلاف کارروائیوں میں مصروف ہے۔ چونکہ مجاہدین شہری مراکز میں روسی فوجوں کو پریشان کرتے ہیں اس لئے فوجی تنصیبات کو مجاہدین کے حملوں سے محفوظ رکھنے کا خاصا انتظام کیا گیا ہے۔

۲۔ تحریک مزاحمت کو اندرونی علاقوں میں مضبوط حمایتی حلقوں کے تعاون سے محروم رکھنا

ماؤزے تنگ نے ایک جگہ لکھا ہے کہ گوریلا لوگوں کے درمیان اس طریقے سے حرکت کرتے ہیں جس طرح مچھلی پانی

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

وَاقْتُلُوهُمْ حَيْثُ ثَقِفْتُمُوهُمْ وَأَخْرِجُوهُمْ مِّنْ حَيْثُ أَخْرَجُوكُمْ

اور مار ڈالو ان کو جس جگہ پاؤ اور نکال دو
ان کو جہاں سے انہوں نے تم کو نکالا۔

☆ ☆

کے اندر حرکت کرتی ہے۔ اس سمندر کو خشک کرنے کے لئے ماسکو افغانستان کے شہری آبادی پر براہ راست فضائی اور زمینی حملے کرتا ہے اس کے ان کوششوں نے پچاس لاکھ سے زائد افغانوں کو وطن چھوڑنے اور ایران اور پاکستان کی طرف ہجرت کرنے پر مجبور کیا ہے۔ یہ پچاس لاکھ افراد افغانستان کی کل آبادی کا ایک تہائی حصہ ہے۔ ان پچاس لاکھ افراد کے لئے نقل وحمل کا انتظام کرنا مجاہدین پر ایک اضافی بوجھ ہے

۳۔ مجاہدین کے رسد کے راستوں کو کاٹنے کی وجہ سے میدان جنگ کو سرد کرنا۔

روسی لیڈر یہ بات تسلیم کرتے ہیں۔ مجاہدین کے رسد کے راستوں کو بند نہ کرنے کی صورت میں انہیں ایک طویل اور مشکل جدوجہد کا سامنا کرنا پڑے گا۔ چنانچہ روسی فوجوں نے ابتدائی اقدام کے طور پر مجاہدین کے حمل ونقل سے بڑے بڑے راستوں لاکھوں چھوٹے چھوٹے بارودی سرنگیں گرائیں اور رسد کے قافلوں پر ہوائی حملے شروع کئے۔ لیکن چونکہ مزاحمتی تحریک کی سرگرمیاں افغانستان کے وسیع وعریض علاقوں میں جاری ہیں۔ اس لئے یہ منصوبہ کچھ زیادہ موثر ثابت نہیں ہوا۔ چنانچہ اس کے ساتھ گذشتہ دو سال میں روس نے گوریلا دستے اتارنے کا پروگرام بنایا جو ۲۵۰۰۰ نفوس پر مشتمل ہے۔ اس پروگرام میں سرحدی علاقوں میں واقع راستوں پر اچانک کمانڈو اتارنا اور مجاہدین کے نقل وحمل کے راستوں کو مسدود کرنا ہے۔

۴۔ بڑے بڑے شہروں اور فوجی اڈوں پر اپنی گرفت مضبوط کرنا۔

گذشتہ سال کے دوران روسی فوجوں نے کابل اور کچھ دوسرے شہروں کے گرد حفاظتی اقدامات مزید سخت کئے ہیں۔ ایسا نظر آتا ہے کہ روسیوں نے دور دراز علاقوں میں واقع فوجی چوکیوں کی حفاظت پر اپنے وسائل خرچ کرنے کی بجائے زیر کنٹرول علاقوں میں اپنی پوزیشن کو مستحکم کرنے پر بھرپور توجہ دینے کا پروگرام بنایا ہے۔

(۵) مجاہدین کے اڈوں پر حملے کرنا۔

۱۹۸۵ء میں زمینی فتح کے لئے شروع کئے گئے بڑے بڑے فوجی کارروائیوں کی ناکامی کے بعد روسی فوجوں نے اس نوعیت کے حملے بند کئے جب کہ مجاہدین کے مضبوط مراکز پر ہوائی حملے جاری رہے۔ اس کے علاوہ چھوٹی چھوٹی زمینی کارروائیاں بھی ہوتی رہیں۔

باقاعدہ جنگ سے اجتناب کرنا۔

سات سالہ جنگ میں ماسکو نے اپنی دو ترجیحات حاصل کرلیں۔ مجاہدین کو اسلحہ اور گولہ بارود کی آزادانہ رسد نے روسیوں کے لئے چوتھے اور پانچویں ترجیح کو حاصل کرنا ناممکن بنا دیا۔ اس لئے روسی لیڈروں نے براہ راست جنگ سے اجتناب کرنے کی پالیسی اپنائی۔

افغانستان کے مشرقی سرحدی صوبوں میں مزاحمتی گروپوں کے رسد کے راستوں کا کاٹنا ابھی تک روسیوں کے لئے مسئلہ بنا ہوا ہے۔ اس سلسلے میں ماسکو کی مشکل یہ ہے کہ علاقے میں تعینات اس کے چھوٹے فوجی گیریژن ایک دوسرے سے پچاس پچاس میل سے زائد فاصلوں پر واقع ہیں۔ یہ گیریژن مجاہدین کی رسد کے راستوں کو بند کرتے اور ان کے قافلوں کے نقل وحمل میں رکاوٹ ڈالنے میں کوئی خاص کامیابی حاصل نہیں کرسکے ہیں۔ یوں لگتا ہے کہ ماسکو نے اب یہ بات تسلیم کرلی ہے کہ جب باغی پاکستان سے افغانستان میں محاذ جنگ کی طرف آتے ہیں تو وہ کافی مسلح ہوتے ہیں۔ باغیوں کا ٹھکانہ سرحد کے اس پار پاکستان میں ہے اور وہ جب افغانستان واپس آتے ہیں تو نہایت ہوشیاری کے ساتھ پہاڑوں پر چڑھتے ہیں۔ اس وقت ان کو بھاری مشین گنوں اور ہلکی توپوں کا تحفظ حاصل ہوتا ہے۔ لیکن سڑک پر ان کا دفاع چھوٹے ہتھیاروں اور راکٹوں کے ذریعے پھینکے جانے والے گرینیڈوں تک محدود ہوتا ہے۔ گذشتہ دو سالوں کے دوران روسیوں نے مجاہدین کے نقل وحمل کا جائزہ لینے کے لئے مربوط پروگرام بنایا گیا ہے۔ اس سلسلے میں نہ صرف نقل وحمل کا جائزہ لینے

والے طیاروں سے کام لیا جا رہا ہے بلکہ پہاڑوں کی چوٹیوں پر نگرانی کے لیئے چوکیاں بھی بنائی گئیں ہیں رات کی تاریکی میں باغیوں کے فوجی قافلوں پر اچانک حملوں کے لئے خصوصی کمانڈو فوج کو بھی تربیت دی گئی ہے۔ اس قسم کے حملوں میں طرفین کو بھاری جانی نقصان اٹھانا پڑتا ہے۔ لیکن ۱۹۸۶ء کے موسم بہار میں ان حملوں کی وجہ سے مجاہدین کے رسد کے قافلوں کو اتنا سخت نقصان پہنچا کہ بعض علاقوں میں ضروری اشیاء کی بہت کمی محسوس کی گئی۔ اس کے نتیجے میں رسد کی کمی کی وجہ سے بہت سے فوجی میدان جنگ سے واپس پاکستان چلے گئے لیکن دو وجوہات کی بناء پر یہ صورت حال زیادہ دیر تک جاری نہ رہ سکی۔ ایک یہ کہ مجاہدین کے فوجی لیڈروں نے روس کے خصوصی فوج کے نقل وحمل کے لئے اپنی چوکیاں بنائیں جو کہ رسد کے قافلوں کو روسی فوج کے حملوں سے بروقت خبردار کرتیں۔ دوم یہ کہ امریکہ نے مجاہدین کو سٹینگر میزائل فراہم کئے۔ ایک اطلاع کے مطابق مجاہدین ان میزائلوں کے ذریعے روزانہ ایک سے زائد روسی طیارے گرائے تھے۔ اس صورت کی وجہ سے روسی فوجوں کو فضائی تحفظ میں نہایت کمی آ گئی۔ اس طریقے سے سرحدی علاقوں میں مجاہدین کی سرگرمیاں ایک دفعہ پھر زور پکڑ گئیں اور وہ اُن علاقوں پر دوبارہ قبضہ کرنے میں کامیاب ہو گئے جو اُن کے ہاتھوں سے نکل گئے تھے۔ علاوہ ازیں وہ فوجی توازن بھی بحال ہوا جو ماسکو کے اس طریقہ کار کے آغاز سے پہلے موجود تھا۔

ماسکو کے نقصانات اور اتلافات

جب کریملن کے لیڈر مستقبل کے لائحہ عمل کے متعلق سوچیں گے تو وہ ضرور اس نتیجے پر پہنچیں گے کہ جنگی فتح طویل المیعاد اور مہنگی جنگ میں مضمر ہے۔ انہیں یہ بھی معلوم ہے کہ مقدس جنگ کے تصور کے علاوہ اپنی جدوجہد کو کامیاب طریقے سے جاری رکھنے کے لئے افغانوں کے لئے مزید تین وجوہات بھی ہیں۔ یہ اسباب باہر محفوظ پناہ گاہیں، افغانستان کے اندر محفوظ مقامات پر مورچے اور باہر سے وافر مقدار میں امداد کی فراہمی ہے۔ موجودہ صورت حال تحریک مزاحمت سے یہ لڑائی بیس سے تیس سال تک جاری رکھ سکتے ہیں۔ اس مرحلے پر یہ بات بھی یاد رکھنی چاہیئے کہ اپنے مسلمان افغان بھائیوں کے امداد کی صورت میں وسط ایشیا کی مسلمان قومیتیں ۱۹۳۰ء کی طرح آج بھی بالشویکوں کے خلاف لڑ سکتے ہیں۔

یوں محسوس ہوتا ہے کہ روس ہر قیمت پر افغانستان کو حاصل کرنا چاہتا ہے لیکن اس سلسلے میں گورباچوف اور اُس کے ساتھیوں کو اُن بھاری اخراجات کا اندازہ بھی کر لینا چاہیئے جو فوجی طاقت کے بل بوتے پر افغانستان کو فتح کرنے پر اُٹھ رہے ہیں۔ ان اخراجات میں رجحالڈ یہ چیزیں شامل ہیں۔

جانی اتلافات: امریکہ کے سٹیٹ ڈیپارٹمنٹ کے اندازے کے مطابق ابھی تک تقریباً ۱۵۰۰۰ روسی فوجی افغانستان میں کام آ چکے ہیں۔ روس جانے والے امریکیوں کو روس کے سرکاری حکام نے نجی بات چیت کے دوران بتایا کہ یہ اعداد وشمار ۲۵۰۰۰ تک ہو سکتے ہیں۔ مزاحمتی گروہوں کے اندازے کے مطابق ۵۰۰۰۰ روسی کام آ چکے ہیں۔ اگر روسی اعداد وشمار کو ہی درست مان لیا جائے تو فتح کے لئے طویل جنگ میں ۷۵۰۰۰ سے ۱۰۰۰۰۰ روسی فوجی ہلاک ہو سکتے ہیں۔

مادی نقصانات: ایک اندازے کے مطابق افغانستان کے جنگ پر ابھی تک روس کے ۳۰ بلین ڈالر سے ۴۸ بلین ڈالر تک کے اخراجات آئے ہیں اور سالانہ ۱۲ بلین ڈالر خرچ ہو رہے ہیں۔ مجاہدین کو سٹنگر میزائل ملنے کے بعد اخراجات کی شرح میں مزید اضافہ ہو گیا ہے۔ پہلی کھیپ میں ۱۹۸۶ء میں ۳۰۰ میزائل دیئے گئے جن میں سے ۷۰ فیصد میزائل نشانہ پر ٹھیک بیٹھے۔ ۱۱ جون ۸۶ء کے اکنامسٹ کے بیرونی نامہ نگاروں کے مطابق مجاہدین کو مزید ۶۰۰ سٹینگر میزائل دیئے گئے ہیں۔ ایک اندازے کے مطابق طیاروں میں ایک Mi-87 ہیلی کاپٹر کی قیمت ایک

ملین ڈالر اور ایک AN - ۱۲ بمبار طیارے کی قیمت ۲۰ ملین ڈالر ہے۔ رپورٹ کے مطابق اگر ایک طیارے کی قیمت ۴۰ ملین ڈالر بھی ہو تو روسیوں کو بہت سے طیاروں اور ان کے عملے کی بربادی کی توقع کرنی چاہیئے جس کی قیمت ۴۰۔۱ بلین ڈالر ہو سکتی ہے۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ طویل المعیاد جنگ میں کریملن کو کم سے کم ۱۰۰ بلین ڈالر سے ۱۵۰ بلین ڈالر کے اخراجات ہو سکتے ہیں

بین الاقوامی سطح پر سیاسی نقصان

روسی توقعات کے برعکس افغانستان میں ۱۹۷۹ء کی مداخلت کے بعد بین الاقوامی سطح پر روس کی ساکھ کو زبردست دھچکا لگا۔ چین۔ روس اور چین کے تعلقات کو معمول پر لانے کے لئے اپنی تین شرائط میں سے ایک شرط یعنی افغانستان سے روسی فوجوں کے انخلاء پر مسلسل اصرار کرتا رہا، اس مسئلے نے ترقی پذیر ممالک میں روس کی شہرت کو کافی نقصان پہنچایا۔ بھارت اب وہ واحد ملک باقی رہ گیا جس نے افغانستان سے روسی فوجوں کے انخلاء کی قرارداد کی مخالفت میں ووٹ دینے سے انکار کر دیا۔ مسلم ممالک میں اس کے نہایت ہی مضر اثرات نمایاں ہوئے۔ افغانستان میں سات سال تک مصروف رہنے کی وجہ سے روس مشرق وسطیٰ میں اپنی پوزیشن کو بہتر نہ بنا سکا۔ وہ علاقے میں ریگن انتظامیہ کی غلطیوں اور اسرائیل کے ساتھ اس کے قریبی تعلقات کا مقابلہ کرنے کے لئے وہ کوئی حکمت عملی نہ اپنا سکا۔

داخلی، سماجی نقصانات

سخت سنسر شپ کے باوجود روسی آبادی جنگ کی تباہ کاریوں اور اس کے اثرات سے بے خبر نہ رہ سکے۔ روس نے یہ بات مشہور کر رکھی تھی کہ افغانستان میں اُن کا مقابلہ امریکیوں چینیوں اور پاکستانیوں کے ساتھ ہے لیکن روسی فوجوں نے بہت جلد اپنے آپ کو افغانستان میں افغانوں کے قتل عام میں ملوث پایا۔ جن میں عام افغان شہری بھی شامل تھے چونکہ افغانستان میں پانچ سے سات لاکھ تک روسی فوجوں نے خدمات انجام دی تھیں۔ اس لئے روس بھر میں افغان جنگ کے قصے پھیل گئے روسی ذرائع ابلاغ نے ایسی خبریں نشر کیں جن میں اعلیٰ حکام نے متعلقہ حکام کو ان کے بیٹے افغانستان نہ بھیجنے کے عوض بھاری رشوتوں کی پیش کش کی تھی۔ روسی حکام نے یہ بھی تسلیم کیا کہ افغانستان سے واپس آنے والی فوجوں میں منشی اشیاء کا استعمال بہت تیزی سے شروع ہوا ہے اور یہ ایک خطرناک مسئلہ بن گیا ہے جس کے نتیجے میں روسی شہروں میں جرائم کے واقعات رونما ہو رہے ہیں۔

داخلی سیاسی ایجنڈا

اگر گوربا چوف نے روس کے اقتصادی بحران کا صحیح تجزیہ کیا ہو تو اُسے اپنی ترجیحی فہرست میں سب سے پہلے افغانستان سے اپنی فوج بلانی چاہیئے۔ روس اگلی صدی میں اپنے سپر پاور ہونے کی حیثیت سے اُس وقت فائدہ حاصل کر سکتا ہے جب وہ اپنی اقتصادی مسائل کو حل کر دے۔ حقیقت یہ ہے کہ اگر چین اور روس کی شرح پیداوار میں موجود فرق جاری رہا تو اکیسویں صدی میں چین کی مجموعی قومی پیداوار میں روس پر سبقت لے جائے گا۔ جون ۱۹۸۷ء میں مرکزی کمیٹی کے پلینم میں خطاب کے دوران گورباچوف نے اپنے اصلاحی پروگرام کی تجاویز میں پیداواری عمل میں محنت کشوں اور انتظامیہ کے لئے ترغیبات پیش کرنے پر زور دیا۔ ایسی ترغیبات معیشت کے صارفین کے شعبے میں وسیع پیمانے پر سرمایہ کاری کا باعث بنے گی۔ گوربا چوف کو اپنی بھاری فوجی بجٹ پر بھی توجہ دینی ہوگی۔ جو روس کے مجموعی پیداوار کا ۱۵ سے ۱۷ فیصد تک ہڑپ کر لیتا ہے

قومی بے چینی

اگر افغانستان میں یہ جنگ غیر معیّنہ عرصے کے لئے جاری رہی تو روسی وسط ایشیا کے مسلمانوں میں قومی تشخّص اور روس کے خلاف جذبات پیدا ہونے کے امکانات ہیں۔ آذربائیجان، قازقستان، ازبکستان، قرغیزیہ، ترکمانیہ، تاجکستان کے ۵۵ ملین

مسلمانوں میں پہلے ہی سے بے چینی کے آثار نمایاں ہیں ان کے اس قسم کے جذبات الما عطا اور قازقستان میں دسمبر ۱۹۸۶ء میں اس وقت دیکھنے میں آئے جب گورباچوف نے ایک روسی کو وہاں کی کمیونسٹ پارٹی کا اول سیکرٹری مقرر کیا۔ یہ لوگ اس تقرری کے خلاف مظاہرہ کر رہے تھے اور وسیع تر خود مختاری کا مطالبہ کر رہے تھے۔ ان مظاہرین نے پلے کارڈ اٹھا رکھے تھے جن پر "قازقستان قزاقوں کے لئے" کا نعرہ درج تھا۔ روسی حکام کئی دنوں تک صورت حال کو قابو میں نہ رکھ سکے۔ یہ لوگ اب روسی ذرائع ابلاغ میں جگہ پا چکے ہیں اور اعلیٰ حکام کے لئے تشویش کا باعث بنے ہوئے ہیں۔ اسی سلسلے میں ۲۰ مئی ۱۹۸۷ء کے "LITERATURNAYA GAZETA" میں شائع شدہ ایک سیاسی تبصرہ نگار "IGOR BELYAYEV" کے مضمون میں ایک مثال دی گئی ہے جس میں انہوں نے ایک روسی رہنما سے سوال کیا ہے کہ کیا روسی مسلمان دوسرے ممالک میں اپنے ہم مذہب بھائیوں کی سوشلزم کے خلاف شروع کردہ طویل جدوجہد سے متاثر ہیں؟ جس کا بظاہر ختم ہونے کے کوئی آثار نظر نہیں آتے۔ مضمون میں "BELYAYEV" نے کئی شواہد پیش کئے ہیں جنھیں وہ روس میں اسلام کے احیاء کو خطرناک قرار دے رہا ہے۔ انہوں نے اس سلسلے میں روسی ترکمانوں کی مثال دی ہے جو اُن لوگوں کی قبروں کی زیارت کے لئے جاتے ہیں جو حُبّ الوطنی کی جنگ میں صرف مذہبی بنیادوں پر شریک نہیں ہوتے تھے۔ اس قسم کے مقدس قبرستان افغانستان میں بھی موجود ہیں۔

"BELYAYEV" آخر میں لکھتا ہے کہ ہمارے وسطی ایشیا کی جمہوریتوں میں علمی حقائق سے دوبارہ لوگ آگاہ ہو رہے ہیں اور وہاں مذہبی جذبات پیدا ہو رہے ہیں۔

امریکی پالیسی کے لوازمات

اس طریقے سے روسی افغانستان میں لڑی جانے والی طویل المیعاد جنگ کے نقصانات اور مضمرات کی وجہ سے فکرمند ہیں۔ پولٹ بیورو سے باہر کوئی بھی روسی لیڈر افغانستان کے متعلق روسی حکومت کے موجودہ حکمت عملی کے متعلق اعتماد کے ساتھ کچھ نہیں کہہ سکتا۔ گورباچوف نے بظاہر روسی نظام اور معیشت میں قلیل المیعاد اصلاحات کا آغاز کر کے اپنے سیاسی مستقبل کو محفوظ بنا دیا ہے۔ اگر اُسے اس بات کے ماننے پر آمادہ کیا جاتے کہ افغانستان میں جاری جنگ پر روس کے جو اخراجات ہو رہے ہیں وہ بہت زیادہ ہیں۔ تو وہ مسئلے کا سیاسی حل ضرور ڈھونڈنے کی کوشش کرے گا۔ ایک آزاد اور غیر جانب دار افغانستان ایسے حل کے لئے بنیادیں فراہم کرے گا۔ روس کا کم از کم مفاد یہ ہے کہ افغانستان بین الاقوامی سطح پر ایک غیر جانب دار ملک ہو۔ امریکہ، پاکستان، چین اور ایران کا مفاد یہ ہے کہ افغانستان روس کے طاقت کے مظاہرے کے لئے ایک موثر پلیٹ فارم نہ بنے اور جنوب مشرقی ایشیا میں سیاسی تبدیلی کا باعث نہ بنے۔ افغان عوام کا مفاد یہ ہے کہ افغانوں کی خود مختاری اور آزادی بحال ہو۔ اور انہیں اندرونی سیاسی مسائل کو خود حل کرنے کا اختیار حاصل ہو۔ ان حالات کی روشنی میں افغانستان کو فن لینڈ جیسی حیثیت دینی ہوگی۔ اس سلسلے میں افغانستان کے متعلق گورباچوف کے نقطہ نظر کا جائزہ لینا ہوگا۔ حیرت اس بات کی ہے کہ خود گورباچوف کو بھی حقیقی صورت حال کا علم نہیں ہے۔ میدان جنگ کی صورت حال سے آگہی حاصل کرنے کے سلسلے میں اس کے دو ذرائع کے جی بی اور فوج ہے۔ ان دونوں اداروں نے افغانستان کی جنگ میں ممکنہ کامیابی حاصل کرنے کے لئے قتل و غارت کا بازار گرم کر رکھا ہے۔ ان سے افغانستان سے متعلق فوجی فتوحات حاصل کرنے اور کچھ عرصے کے لئے جنگ مزید جاری رکھنے کی رپورٹیں ہی وصول ہو سکتی ہیں۔

اب یہ امریکہ کا کام ہے کہ وہ گورباچوف حکومت کو حقیقت پسندانہ طریقے سے افغانستان کی صورت حال کا جائزہ لینے پر مجبور کریں اور اُسے بتائے کہ وہ افغانستان میں روسی مقاصد آسانی سے حاصل نہیں کر سکتا۔ پہلے اقدام کے طور پر امریکہ کو چاہیئے کہ وہ پاکستان کو اقتصادی اور فوجی مدد دے تاکہ وہ روس کے دباؤ کا مقابلہ کر سکے اور خصوصاً اس صورت حال سے نکل سکے

جو سرحدی علاقوں میں فضائی حدود کی خلاف ورزیوں کی وجہ سے پیدا ہوئی ہے۔ شاید پاکستان کو آواکس جیسے مہنگے طیاروں کی فراہمی ممکن نہ ہو لیکن ایسے طیارے جلد از جلد فراہم کئے جائیں جو دشمن کے طیاروں کی آمد کی پیشگی اطلاع دیں۔ اس کے علاوہ واشنگٹن پاکستان کے ایٹمی پروگرام سے متعلق اپنی بے اطمینانی سے اسے سفارتی سطح پر آگاہ کریں اور اس سلسلے میں کھلم کھلا تاثرات بیان کرنے سے اجتناب کرے، چونکہ آنے والے مہینوں میں پاکستان پر گورباچوف کا دباؤ بڑھے گا اس لئے اُسے جنوب مغربی ایشیا میں ضرورت کے تحت ایٹمی بلاک میں دوسرے ملک کی شمولیّت کا خطرہ مول لینا پڑے گا،

دوم یہ کہ امریکہ کو چاہیئے کہ مزاحمتی تحریک کو موثر بنانے کے لئے زیادہ سے زیادہ فوجی امداد کا سہارا دے۔ جنگ کے ابتدائی دنوں میں تحریک مزاحمت کے فوجی قوت کو قابو میں رکھنے کے لئے امریکہ نے قصداً اسلحہ کی فراہمی پر بہت سی پابندیاں لگائی تھیں۔ تاہم اپریل ۱۹۸۵ء میں صدر ریگن نے قومی سلامتی کے ایک ہدایت نامے پر دستخط کئے جس میں کہا گیا تھا کہ امریکہ روس کو افغانستان سے نکالنے کے لئے مزاحمتی تحریک کو ہر ممکن امداد فراہم کرے گا۔ اس فیصلے کی رو سے مزاحمتی تحریک کو سٹینگر میزائل کی فراہمی شروع ہو گئی۔ ان ہتھیاروں کی فراہمی کا مقصد گورباچوف کو یہ بات سمجھانی تھی کہ افغان تحریک مزاحمت طویل عرصے تک لڑ سکتی ہے۔

معلوم یہ ہوا کہ امریکہ کو چاہیئے کہ وہ بین الاقوامی سطح پر اور خود اندرونی طور پر جنگ افغانستان کی وجہ سے زیادہ سے زیادہ سیاسی نقصان پہنچانے کا عزم کرے۔ اس طریقے سے اس مسئلے پر روس کی زیادہ سے زیادہ مخالفت ہو جائے گی اور اس طرح گورباچوف کی امن تجاویز اکارت چلی جائیں گی۔

اس مہم میں بڑی بات یہ ہونی چاہیئے کہ عالمی اداروں میں کابل کی کٹھ پتلی حکومت کے نمائندوں کی بجائے افغان مزاحمتی تحریک کے نمائندوں کی شمولیت پر زور دینا چاہیئے۔ اس کے ساتھ ساتھ امریکہ کو روس کے لئے اپنے ریڈیو کے خارجی نشریات میں افغان جنگ کو خوب ہوا دینی چاہیئے اور انھیں صرف انسانی جانوں کا ضیاع قرار دینا چاہیئے۔

چہارم یہ کہ امریکہ کو جنگ کے خاتمے کے لئے جنیوا مذاکرات کو اپنا فارمولا پیش کرنا چاہیئے۔

اس کے علاوہ امریکہ کو روس اور امریکہ کے دو طرفہ مذاکرات میں امن سے متعلق تفصیلی اور ٹھوس تجاویز پیش کرنی چاہیئے اور اس بات کی کوشش کرنی چاہیئے کہ دوسرے متعلقہ فریق بھی اس مرحلے میں شامل ہوں اور اسطرح ایک بین الاقوامی کانفرنس بلائی جا سکے، چونکہ اس کانفرنس کا مقصد روسی فوجوں کے انخلاء کے بعد ایک غیر جانب دار افغانستان کا قیام ہے اس لئے یہ کوشش کرنی چاہیئے کہ روسی انخلاء کے ساتھ ہی وہاں کی کٹھ پتلی حکومت کی جگہ عبوری حکومت قائم ہو۔ اور مستقبل طرز حکومت کا مسئلہ افغان عوام کی مرضی پر چھوڑ دیا جائے۔ عبوری حکومت کی قیادت کسی مقتدر شخصیت کو سونپی جائے۔ لیکن اصلی فیصلے حکمران کونسل ہی کرے جو کہ مزاحمتی گروپوں کی موجودہ قیادت، بڑے بڑے کمانڈروں، ممتاز قبائلی لیڈروں اور قابل ذکر قانونی دانشوروں پر مشتمل ہونی چاہیئے کونسل میں افغان کمیونسٹ پارٹی کے کچھ ارکان بھی شامل ہو سکتے ہیں لیکن یہ ارکان موجودہ حکومت میں اہم عہدوں پر فائز نہیں ہونے چاہئیں۔ اس کے ساتھ ساتھ روسی فوجوں کے انخلاء کے دوران ملک میں امن فوج تعینات ہونی چاہیئے۔

پانچواں یہ کہ امریکہ کو اگلی روس امریکہ سربراہ کانفرنس میں مسئلہ افغانستان پر ترجیحی بنیادوں پر زور دیں۔ یہ بات خطرناک ہے کہ ہتھیاروں پر کنٹرول کے معاہدے پر مذاکرات کی وجہ سے کسی دوسرے ایسے مسئلے کو درمیان میں نہیں لاتے گا جو معاہدے میں رکاوٹ پیدا کرنے کا سبب بن سکے۔ حالانکہ ریگن انتظامیہ کو خود ریگن نظریئے اور افغانوں کا ممنون ہونا چاہیئے جنہوں نے روس پر یہ بات واضح کی کہ افغانستان میں روسی مداخلت ہی کی وجہ سے ۱۹۷۰ء کے مفاہمت کا دور ختم ہو چکا اور اس مسئلے کے حل کے نتیجے ہی میں سپر پاورز کے درمیان حالات معمول پر آ سکتے ہیں۔ آخر میں گورباچوف کو یہ حقیقت معلوم ہونی چاہیئے کہ تہی دست افغانوں کے خلاف جنگ جاری رہنے کی صورت میں امن قائم کرنے کے سلسلے میں اپنی کوششوں سے دنیا کو متاثر نہیں کر سکتے۔ اور نہ ہی اسے مغرب سے اقتصادی مراعات حاصل کرنے کے لئے استعمال کر سکتا ہے اور اگر وہ اس راستے پر مسلسل چلتا رہے تو اسے اس سلسلے میں ہر قسم کی مشکلات اور نقصانات کے

افغان بچے

کب تک جنگ کی بھٹی میں جلتے رہیں گے

تحریر: تورپلے حاجی

قارئین جانتے ہیں کہ دنیا میں ہر سال بچوں کا بین الاقوامی دن بڑے جوش و خروش اور شاندار طریقے سے منایا جاتا ہے اور بچوں کے ہر پہلو سے متعلق صحت مندانہ نشوونما اور پرورش کے لئے ضروری اقدامات، منصوبے اور مناسب پروگرام ترتیب دیئے جاتے ہیں اقوام متحدہ کا ادارہ اور کئی دوسرے بین الاقوامی ادارے بھی اس ضمن میں خاصی رقوم خرچ کرتے ہیں اور بچوں کی صحیح نشوونما اور پرورش سے متعلق اپنے تمام وسائل بروئے کار لاتے ہیں۔ لیکن افغان بچوں کے حصے میں جو حالات ہیں وہ بالکل برعکس ہیں۔

روس کی جارحانہ فوج کی وحشیانہ اور خونی جارحیت ان آٹھ سالوں میں افغان بچوں کے لئے بدبختی کا ایسا تحفہ لائی ہے جو کہ بھولنے والا نہیں۔ آج افغان عوام اس مسلط شدہ جنگ کی بدولت ناقص خوراک، علاج معالجے کی سہولتوں سے محروم جان لیوا بیماریوں اور نامساعد حالات میں زندگی کے دن پورے کر رہے ہیں اور ان تمام تر مشکلات اور مصائب کا نشانہ زیادہ تر بچے بن رہے ہیں۔

جنگوں کی وحشتناک تاریخ میں جو کہ ہمیشہ سے بچوں کے لیے خطرناک ہی رہی ہے۔ ایسی کوئی دوسری مثال نہیں ملتی۔ جس میں اتنی بڑی تعداد میں کمسن اور معصوم بچے دشمن کے ظلم و ستم کی بھینٹ چڑھے ہوں۔ عسکری دھاک بٹھانے اور علاقے میں خوف و ہراس پھیلانے کی خاطر جب روسی فوجی بیرکوں سے دیہاتی علاقوں میں بھیجے جاتے ہیں تو وہ افغان بچوں کے ساتھ ایسا ہی بے رحمانہ سلوک کرتے ہیں جیسا کہ وہ بڑوں کے ساتھ کرتے ہیں۔ قتل عام بپا کرنے والے یہ روسی فوجی دیہاتوں میں ہر حرکت کرنے والی چیز کو اپنے پنجوں میں جکڑ لیتے ہیں جس میں بڑی تعداد بچوں کی ہے۔

مثال کے طور پر ۱۳۶۴ء قمری سال کے اسد میں روسی فوجوں نے دشتِ ارچی میں ۷۰ بچوں کو قتل کیا۔ اسی طرح جب متذکرہ سال کے اسد نویں تاریخ کو روسی لشکر نے بہت بڑی تعداد میں ٹینکوں اور گن شپ ہیلی کاپٹروں کی مدد سے صوبہ کندوز کے ارچی ولسوالی کا محاصرہ کیا۔ اس موقع پر علاقے کے مجاہدین اور روس کی جارح فوجوں کے درمیان گھمسان کا دن پڑا جو پانچ دن تک جاری رہا۔ اِس جنگ کے نتیجے میں ۴۰ (چالیس) روسی اور اُن کے پرچمی حماری کیفر کردار تک پہنچے۔ اسی طرح پندرہ افراد شدید زخمی ہوئے تین ٹینک تباہ کر دیئے گئے اور دشمن کو کافی مالی نقصان پہنچایا گیا۔ دوسری طرف ایک معرکے میں دس مجاہدین شہید اور کئی ایک زخمی ہوئے۔ روسی فوجیوں اور ان کے کمیونسٹ ایجنٹوں نے انتقامی کارروائی کا آغاز کیا اور انہوں نے ۱۵ اسد کو اپنے توپوں اور راکٹوں کے رخ بے سروسامان اور تہی دست دیہاتیوں کی طرف موڑ دیئے اور اُن پر چاروں طرف سے زبردست گولہ باری شروع کی۔ اس بے رحمانہ کارروائی کے نتیجے میں ستر بچوں اور

پندرہ خواتین کو خاک و خون میں تڑپا دیا گیا۔

آج جب کہ ہمارے بہادر مجاہدین نے اپنی دلیری اور جانبازی سے روسی ٹینکوں اور جنگی مشینوں کے خوف کا طلسم توڑ دیا ہے اور روسی فوج یہ نہیں کر سکتی کہ اپنے جنگی مشینوں اور ٹینکوں کے ذریعے اپنے فوجی صفوں کے لئے لاریوں کی مدد سے مجاہدین کا گاؤں گاؤں اور درہ درہ تعاقب کرے تو اپنی وحشت اور بربریت کی پیاس بے سروسامان دیہاتیوں اور سب سے بڑھ کر بچوں کے قتل اور شہادت سے بجھاتی ہے۔

آج جب کہ روس کا نہ ٹوٹنے والا طلسم افغانستان کے غیرت مند اور بہادر مجاہدین کی بے مثال قربانیوں کے صلے میں ٹوٹ پھوٹ چکا ہے اور ان کی فوج نے مارشل، جرنیلوں اور دوسرے اعلیٰ فوجی افسروں

تھی اُس لمحے اچانک ایک بچے نے نفرت اور حقارت کی بنا پر مالٹے کا ایک چھلکا ایک روسی فوجی کے چہرے پر دے مارا۔ جس کے بدلے میں ٹینک پر سے تمام سپاہی جو کہ بندوقوں سے لیس تھے نیچے اُترے اور اس بچے اور دوسری سواریوں کے وحشیانہ گولیوں سے چھلنی کر دیا۔ سب کو ایک ساتھ ہی شہید کر دیا، اور گاڑی کو سڑک کے کنارے ایک گڑھے میں پھینک دیا۔

یہ ہے افغانستان میں روسی فوج کی وحشت و بربریت اور یہ ہے افغان بچوں کی موجودہ صورت حال۔ جن کے لئے اپنے در و دیوار اپنا گاؤں اور اپنا وطن آگ کا دریا بنا ہوا ہے روس کی جابر فوج سے بھاگے ہوتے ایک فوجی نے اپنے مظالم کے بارے میں بتایا کہ "وہ ایک سچ مچ کا ظالم اور بُرا آدمی تھا حتیٰ کہ بہت زیادہ سنجیدہ

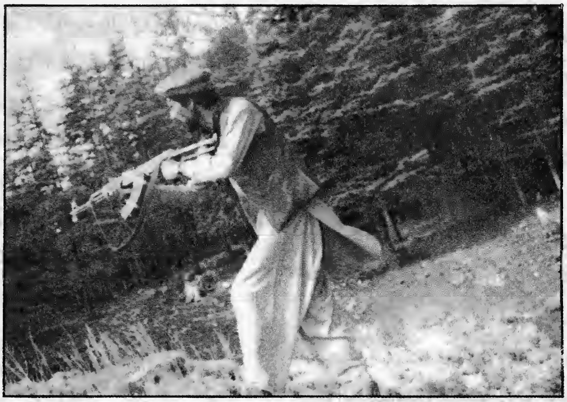

مجاھد گشت کے حالت میں

کے دماغ سے فتح و کامیابی کا نشہ اُتار دیا ہے تو اب اپنے ٹوٹے غرور کی تسکین کے لئے بچوں اور نوجوانوں کو قتل کرتی پھر رہی ہے کابل میں جلال آباد کے سرد بی حصہ میں موجودہ سال کے کوتی کے ساتویں تاریخ کو پیش آنے والا دل روز واقعہ اسی سلسلے کی ایک کڑی ہے۔ لب سڑک روسی فوجوں نے گاڑیوں کا راستہ بند کر رکھا تھا اور لوگوں کو لوٹنے کی نیت سے گاڑیوں اور ان کی سواریوں کی تلاشی لے رہی

اور خونریز مناظر کے دوران بھی مسخری کرتا تھا وہ اپنے ماتحت فوجیوں سے ظلم و ستم جاری رکھنے کی خواہش رکھتا تھا جب بھی کبھی وہ کہیں جاتا تو ہم سے کہتا کہ "وریستان تک آؤ۔ فاشیستان کو مار ڈالو۔ جب میں ایک مربوط نظامی ادارے کی جانب سے اس کے ادارے میں بھیجا گیا۔ اسی سال ہم قندہار کے نزدیکی علاقے کے لئے کھڑے تھے۔ بہار کا موسم تھا اور افغانستان میں جشن نوروز تھا۔ موصوف نے

اسی دن ہمارے سامنے اپنے وقت گذاری کے خاطر ایک افغان بچے کو اپنے کلاشنکوف کا نشانہ بنایا۔ وہ بچہ پانی۔ شربت۔ کوک اور فانٹا بیچ رہا تھا۔ ہمارا افسر اس کے پاس گیا اور وہ صندوقچہ جس میں اس بچے نے اپنی اشیا رکھی تھیں۔ مانگیں۔ بچے نے صندوقچے سے بوتلیں اور دیگر چیزیں نکالنے میں کچھ لیس وپیش کی۔ اسی وقت اس نے بچے کو گندی گندی گالیاں دینی شروع کیں اور جو کچھ اس کا دل چاہا اس نے بچے سے لے لیا۔ بچے کو غصہ

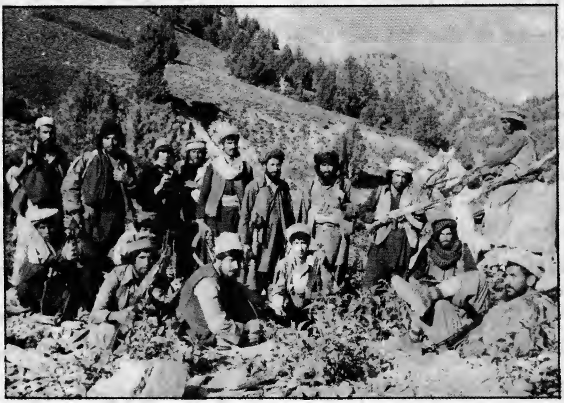

مجاہدین جہاد کی تیاری کر رہے ہیں

آگیا اور اس نے چیخنا چاہا۔ اس نے اسی وقت بچے کو کلاشنکوف سے مار ڈالا ایک پولش (پولینڈی) رپورٹر راڈک سیکورسکی جو کہ اب افغانستان میں سکونت پذیر ہے اپنے ترتیب کئے ہوئے رپورٹ میں لکھتا ہے کہ "۱۳۶۵ کے قمری سال کے اسد میں صوبہ ہرات کے ایک گاؤں پر روسی جہازوں کی بمباری سے ۷۰ افراد شہید ہو گئے جن میں عورتیں اور بچے بھی شامل ہیں عفنوی کے بین الملی سازمان اپنے ۱۹۸۷ء کے رپورٹ میں لکھتا ہے کہ ۲۶ مارچ کو روس کی جارح فوجیوں اور ان کی کٹھ پتلی حکومت جب فوج کی نگرانی میں درہ نور کے علاقے سنوسن تک پہنچے تو وہاں تباہی مچائی ۶۶ نہتے افراد جن میں عورتیں اور بچے بھی شامل تھے مار ڈالا۔ اسی رپورٹ کی اساس پر ۷ ۱۹۸ء کو اگست کے مہینے میں روس اور اس کی کٹھ پتلی حکومت کے فوجیوں نے صوبہ ہرات کے المبیل علاقے میں نقی آباد کے گاؤں میں ۲۴۰ افراد جن میں مرد، عورتیں اور بچے شامل تھے کھلے بندوں ہلاک کیا گیا۔

افغانستان کی بالشت بالشت مٹی پہ خونریز جنگ کے اندھیروں نے اپنے سائے پھیلا رکھے ہیں۔ افغان بچے کہیں بھی کسی بھی جگہ اپنے لئے محفوظ ٹھکانہ نہیں پاتے۔ گھروں سے کھلے عام اٹھائے جاتے ہیں۔ راستوں اور کھیت کھلیان میں ان کی موت کے ان کے قتل کے آلات (کھلونوں سے مشابہت رکھنے والے) بم جابجا پھٹ چکے ہیں۔ مکتب اور سکول روسی طیاروں کی بمباری سے جل کر راکھ ہو چکے ہیں۔ مختصراً یہ کہ زمین اور آسمان اور ساری فضا سبھی نے موت اور زخموں کا نظارہ کیا ہے۔

۱۳۶۳ کے قمری سال میں صوبہ وردگ کے سید آباد کے علاقے میں گاؤں حسن بیگ میں صبح کے وقت گاؤں کے بچے مسجد میں سبق پڑھ رہے تھے کہ اچانک روس کی ہوائی فوج کے طیاروں نے علاقہ پر حملہ کر دیا اور اپنی وحشیانہ بمباری سے مسجد پر بھی بمباری کی۔ مسجد تخریبی بموں کی بمباری سے شہید ہو گئی۔ اس مسجد میں ۲۵ بچے شہید ہو گئے۔ گاؤں کے لوگوں نے ان بچوں کو ان شہیدوں کو اس جگہ دفن کر دیا اور وہاں قبرستان بنا دیا ان بچوں سمیت اس واقعے میں گاؤں کے سارے شہیدوں کی تعداد ۶۴۲ تھی۔

روس کے فوجی تربیت گاہوں میں افغانستان کو بھیجے جانے والے فوجیوں کو ایسی تربیت دی گئی ہے جو کہ افغان مجاہدین کے ساتھ

لڑائی کے وقت اخلاق، تہذیب اور رحمدلی سب کچھ بالائے طاق رکھ کر پوری بے رحمی، سنگدلی کے ساتھ اپنے نظامی ہدف حاصل کرنے کے لئے آگے بڑھتے جا رہے ہیں۔ اور اس راستے میں بین الاقوامی قوانین اور دوسرے اخلاقی معیار ان کے لئے رکاوٹ نہیں بن سکتے۔ خوف وہراس پھیلانے کی خاطر معصوم اور چھوٹے بچوں کو بھی اٹھانے اور قتل کرنے میں باک نہیں کرتے۔

اب قارئین کی توجہ ایک دوسرے واقعے کی جانب مبذول کراتا ہوں جو کہ ۱۳۶۶ء کے قمری سال کے جدی کے آخر میں پیش آیا۔

احمد مسعود فلم بنانے والا اس واقعے کا عینی شاہد ہے۔ موصوف کہتا ہے۔

"جب میں زرملی کے علاقے میں کلا نگو گاؤں میں روسی ٹینکوں اور کابل کی کٹھ پتلی حکومت کے فوجیوں کے ہاتھوں اسیر ہوا۔ میں نے ابھی اس گاؤں کو پوری طرح دیکھا نہیں تھا۔ بقول اس کے روسی فوجیوں نے گھروں کو لوٹنے اور تلاشی لینے کا آغاز کیا اسی تلاشی کے نتیجے میں ۱۲ مجاہدین کو گرفتار کیا۔ اس حال میں کہ اُن ہاتھ بندھے ہوئے تھے۔ انہیں گاؤں کے مسجد میں لے جایا گیا۔ کچھ دیر بعد اس مسجد کو شہید کر دیا گیا۔ اُن مجاہدین کے ساتھ ساتھ نو افراد شہید کر دیئے گئے اور تین افراد کو شدید زخمی کر دیا گیا۔

احمد مسعود کے جس نے یہ واقعہ بڑے قریب سے اپنی آنکھوں سے دیکھا ہے کہتا ہے کہ روسی فوجیوں نے اس گاؤں میں سات بچوں کو بھی شہید کیا۔ ان بچوں کو فوجیوں نے اس جگہ پر شہید کیا جہاں مجاہدین نے اپنے آپ کو چھپایا ہوا تھا۔ فوجیوں نے ان بچوں کو بندوقوں کی فائرنگ سے چھلنی کیا۔

ہمارے پیارے ملک افغانستان پہ وحشیانہ اور خونریز جنگ کے تسلط کی وجہ سے لاکھوں کی تعداد میں لوگ اپنے آبائی وطن اپنا گھر بار چھوڑنے پہ مجبور ہوئے۔ ان مہاجرین میں زیادہ تعداد بچوں عورتوں اور بوڑھوں کی ہے اور یہ صوبہ سرحد اور بلوچستان کے اُن کیمپوں میں جو کہ خشک اور دھوپ سے تپتے ہوئے میدانوں میں لگائے گئے ہیں وہاں پہ پانچ لاکھ سے زائد یتیم بچے جلاوطن اور بے گھر زندگی کے دن رات گذار رہے ہیں۔ ان میں ننگرہار کا رہنے والا ۱۴ سالہ باسل بھی ہے جن کے گاؤں پہ ۱۳۶۴ کے قمری سال کے موسم بہار میں روسیوں نے حملہ کیا۔ صبح ناشتے کے وقت روسی مِگ طیاروں نے گاؤں پہ بمباری کی اور پھر اسی لمحے روسی فوجیں گاؤں میں داخل ہوگئیں۔ روسیوں نے باسل کے باپ کو پکڑ لیا اور چار افراد سمیت انہیں گاؤں سے باہر لے جا کر درختوں کے ساتھ باندھ دیا گیا اور پھر انہیں گولیوں سے چھلنی کر دیا گیا۔ باسل نے اپنی تین سالہ بہن کو پیٹھ پر اٹھایا اور اپنے پانچ اور چھ سالہ بھائیوں کے ہمراہ کھیتوں اور فصلوں میں چھپتے چھپاتے اس نے پاکستان کی راہ لی۔ چار معصوم بچوں نے بڑی تکلیفوں کے ساتھ چالیس میل کا فاصلہ طے کیا۔ باسل کے بہن بھائی یتیموں کے لئے بنے ہوئے کیمپ میں رہتے ہیں لیکن باسل اب ان کے پاس نہیں ہے۔ اس نے کلاشنکوف اور مشین گن چلانے کی تربیت حاصل کی ہے وہ اب مجاہدین کے ہمراہ روسیوں کے خلاف جنگی معرکوں میں فعال کردار ادا کرتا ہے۔ دور دور کے علاقوں سے دن رات کے تھکا دینے والے سفر کے بعد پاکستان آنے والے مہاجرین میں ایسے بچے بھی ہیں۔ جن کے ہاتھ پاؤں میلے کچیلے پٹیوں سے باندھے ہوئے ہوتے ہیں۔ یہ سب سے زیادہ دلدوز مناظر ہوتے ہیں۔ پشاور کے افغان سرجیکل ہسپتال اور دوسرے ہسپتالوں میں ہر ماہ دو سو سے زائد ایسے بچے داخل کئے جاتے ہیں کہ جو اپنے ہاتھ پاؤں سے محروم ہو چکے ہوتے ہیں اُن میں سے بعض کے چہرے بھی جھلس چکے ہوتے ہیں اور بدصورت ہو چکے ہوتے ہیں۔ معصوم بچوں کو وحشت کا نشانہ بنانے کے لئے وہ بم استعمال کئے جاتے ہیں جو کھلونوں اور آرائشی چیزوں سے مشابہت رکھتے ہیں۔ یہ بم دنیا والوں نے اس سے پہلے کبھی نہیں دیکھے۔ صوبہ لوگر کے رہنے والا عبدالرحمٰن اپنے گاؤں سے باہر مال مویشی چرا رہا تھا اس نے ایک سرخ رنگ کا کھلونا دیکھا۔ جب اس نے اس کھلونے کو اٹھایا تو وہ اس کے ہاتھوں میں پھٹ گیا۔ اور اسے دور پھینک دیا۔ اس کے دوستوں نے اسے چند گھنٹے بعد گھاس پہ بے ہوش پڑا پایا۔ عبدالرحمٰن کا بایاں ہاتھ اب انگلیوں سے محروم ہے وہ استفسار کرنے والوں کو اس واقعے کی مکمل تفصیلات بیان کرتا ہے اور پھر نہایت معصومیت سے سوال کرتا ہے کہ اس کے ساتھ ایسا کیوں ہوا؟ بڑی تعداد میں افغان بچے فوجی چوکیوں شاہراہوں، پلوں اور دوسری جگہوں کے قریب کھیل کود یا مال مویشی

چرانے کے دوران اس قسم کے بموں کی بھینٹ چڑھ چکے ہیں

آج افغان عوام ایسے مصائب و مشکلات سے نبرد آزما ہیں جس کی مثال دنیا کے کسی اور خطے میں ملنی محال ہے ۔ غیر ملکی ڈاکٹر اور اقوام متحدہ کے انسانی حقوق کا ادارہ اس بات کا معترف ہے کہ ہزاروں افغان بچوں کو نہایت بے رحمی کے ساتھ شہید کر دیا گیا ہے روسیوں کے اس مسلح جارحیت کی وجہ سے تیس فیصد سے زائد افغان بچے نہایت کمسنی میں موت کی آغوش میں دھکیل دیئے جاتے ہیں ۔ بموں اور کیمیاوی گیسوں کے استعمال کے علاوہ بہت سے بچے "ناقص خوراک، ملیریا، پیٹ کی بیماریوں اور تپ دق جیسی موذی مرض کی وجہ سے موت سے ہم آغوش ہو جاتے ہیں

جو لوگ افغانستان کے غزنی کے برفانی علاقوں، پہاڑوں اور میدانوں سے ہوتے ہوئے پاکستان مہاجر بن کر آتے ہیں وہ دوران سفر اپنے دیس ہی نہایت دردناک مناظر سے دوچار ہوتے ہیں راستے کے گرد و نواح میں بہت سے تباہ شدہ گاؤں دیکھے جا سکتے ہیں وہاں نہ تو چراغ جلتا ہے اور نہ کوئی روشنی دکھائی دیتی ہے اور وہاں اب کوئی ذی روح سانس نہیں لیتا ۔ وہاں پر ہر سو جلے ہوئے کھیت کھلیان اور تباہ شدہ گھروں کے ملبوں کے ڈھیر دکھائی دیتے ہیں لیکن وہاں اب بھی ماضی کی طرح چشمے بہتے ہیں ۔

اگرچہ اکثر درخت جڑ سے اکھاڑے گئے ہیں ۔ لیکن اس کے باوجود بعض علاقوں میں شفتالو، انگور، خوبانی، شہتوت اور سیب کے درخت میووں سے جھول رہے ہیں لیکن اب نہ تو کوئی ان درختوں کے میووں کو ہاتھ لگاتا ہے اور نہ ہی ان چشموں سے کوئی پانی پیتا ہے

چھوٹے چھوٹے زخم خوردہ اور بیمار بچے راستے میں ہجرت کی صعوبتوں کی وجہ سے جان جانِ آفرین کے سپرد کر دیتے ہیں ۔ راستے میں میدانوں اور بلند و بالا پہاڑوں اور دروں میں جگہ جگہ یہ بچے گمنام قبرستانوں میں سپردِ خاک کیے جاتے ہیں ۔ ان قبرستانوں میں ان معصوم جانوں کی قبرستانوں پہ انسانیت کے نام یہ پیغام تحریر ہے ۔

(افغان بچے کب تک جنگ کی بھٹی میں جلتے رہیں گے ؟ "

ماخذ

(۱) آزادی ۔ اسلامی جریدہ ۔ ۱۹ شمارہ ۔ سہ شنبہ (منگل) ۱۳۶۴ قمری سال ۔ نو میزان

(۲) محاذ جریدہ ۔ ۳۵ شمارہ دوہم نشریاتی دورہ ۔ ۱۳۶۶ قمری سال ۱۲ حوت ۔

(۳) افغانستان در مطبوعات جہاں ۔ دوسرا سال ۱۲ ، شمارہ ۱۳۶۶ کے قمری سال کا حوت

(۴) افغانستان در مطبوعاتِ جہاں دوئم سال ۱۰ شمارہ ۱۳۶۶ قمری سال ۔ حوت

(۶) صوبہ وردگ کے علاقے سید آباد کے گاؤں حسن بیگ کے رہنے والے سلطان محمود سے بات چیت ۔

(۶) بی بی سی ریڈیو ۔ ۱۳۶۶ قمری سال جدی ۔ تاریخ

(۷) مجاہد جریدہ ۔ ۱۳۶۰ قمری سال ۲۷ میزان

(۸) مجاہد جریدہ ۔ ۱۳۶۰ قمری سال ۲۷ میزان

مسلماں کے لہو میں ہے سلیقہ دل نوازی کا
مروّت حسنِ عالمگیر ہے مردانِ غازی کا

بسم اللہ الرحمن الرحیم

وما خلقت الجن والانس الا لیعبدون

محاذ

صاحبِ امتیاز :- کلچرل کمیٹی ملی اسلامی محاذ

سال دوم • شمارہ اول • فروری • مارچ • اپریل ۱۹۸۸ء

اس شمارے میں

- کٹھ پتلی نجیب اور عام انتخابات
- صرف ہماری شرائط پر قائم ہونیوالی عبوری حکومت تسلیم کی جائے گی
- اتحاد اسلامی مجاہدین افغانستان نے جنیوا مذاکرات کو مسترد کر دیا
- ساتویں ثور کے واقع کی مذمت کے طور پر افغانستان کے ملی اسلامی محاذ کے معاون ڈاکٹر فاروق اعظم کا خطاب
- افضل الجہاد وکلمۃ الحق عند سلطان جابر
- اسلامی فکر
- افغانستان کے بارے میں گوربچوف کی نئی حکمت عملی
- افغان بچے کب تک جنگ کی بھٹی میں جلتے رہیں گے
- افغان بحران

پتہ : کلچرل کمیٹی
محاذ ملی اسلامی افغانستان
کبابیان پشاور

بدل اشتراک
سالانہ : ۸۰
ششماہی : ۴۰
فی پرچہ : ۸

بیرونی ممالک
۳۰ ڈالر
سالانہ

افغان بحران

قاضی صادق

افغانستان کی اسلامی سرزمین پر جس دن سے خلق اور پرچم پارٹی کے وطن فروش ایجنٹ روسی فوجی قوت کے بل بوتے پر مسند اقتدار پر فائز ہوتے ہیں، اسی دن سے وہ افغانستان کے ملی اور اسلامی تشخص کو ملیامیٹ کرنے کے لئے کوشاں ہیں اور اس طرح اپنے سرخ آقاؤں کی خوشنودی حاصل کرنے کی غرض سے اپنے ہم وطنوں کے ساتھ غداری اور دھوکہ دہی کے مرتکب ہو رہے ہیں لیکن دوسری طرف بہادر افغان عوام اپنے قوت ایمانی سے روسیوں اور ان کے ایجنٹوں کے خلاف بے سروسامانی کے باوجود ایسی داد شجاعت دے رہے ہیں جسے دیکھ کر دنیا والے بے اختیار ہو کر ان کو خراج تحسین پیش کر رہے ہیں۔ روس کا یہ خیال تھا کہ افغانستان ایک کمزور و ناتوان ملک ہے اور وہ اس کمزور ملک پر جلد ہی کامیابی کے پھریرے لہرادے گا لیکن افغانوں کے متعلق اس کا یہ اندازہ غلط ثابت ہوا۔ آج افغان عوام جس ثابت قدمی اور پامردی سے روسی لاؤلشکر اور اس کے ضمیر فروش ایجنٹوں کا مقابلہ کر رہے ہیں یہ ان کے وہم و گمان میں بھی نہیں تھا کریملین کے سرخ آقا اس بات کا تصور بھی نہیں کر سکتے تھے کہ ایک بے آب وگیاہ سرزمین پر بسنے والی چھوٹی سی قوم اس کے غرور کے بت کو پاش پاش کر دے گی لیکن نصرت الٰہی کے سہارے لڑنے والی قوم نے یہ معجزہ کر کے دکھایا۔ روسی قیادت اپنے تمام وسائل بروئے کار لا کر گذشتہ دس سال سے افغانوں کو زیر کرنے کی کوشش کر رہی ہے۔ لیکن وہ کسی طرح بھی افغانوں کے جذبہ جہاد کو سرد نہ کر سکی۔

افغانستان میں مداخلت کی وجہ سے روسی عالمی برادری میں میں بھی شرمندہ و رسوا ہو چکا ہے۔ اس کا ثبوت گذشتہ جنرل اسمبلی میں مسئلہ افغانستان پر رائے شماری ہے جس میں روسی جارحیت کے خلاف ۱۲۳ ووٹ ڈالے گئے جب کہ روس کی حمایت میں صرف ۱۸ ووٹ پڑے۔ روس میدان جنگ میں افغانستان کی جنگ ہار چکا ہے۔ اب وہ اس ہاری ہوئی جنگ کو مذاکرات کے میز پر جیتنا چاہتا ہے۔ لیکن افغان عوام اب باشعور ہو چکے ہیں وہ سرخ سامراج کے ہتھکنڈوں سے بخوبی واقف ہیں۔ اس لئے انہیں مزید دھوکہ نہیں دیا جا سکے گا اس وقت جنیوا میں اقوام متحدہ کے خصوصی ایلچی کی وساطت سے پاکستان اور کابل کی کٹھ پتلی انتظامیہ کے درمیان بالواسطہ مذاکرات جاری ہیں۔ اور بعض اخباری ذرائع اس بات کا تاثر دے رہے ہیں کہ چار نکاتی شرائط پر سمجھوتہ ہو چکا ہے اور اس سلسلے میں بہت کم رکاوٹیں رہ چکی ہیں ان رکاوٹوں کو بھی دور کرنے کی کوشش کی جا رہی ہے یہ بات ساری دنیا پر روز روشن کی طرح عیاں ہے کہ افغان تنازعے کے اصل فریق کون ہیں۔ ہمارے خیال میں یہ بات واضح ہے کہ ایک طرف افغانستان کے غیور و جسور عوام ہیں جن کو تمام انسانی اور بین الاقوامی اصولوں کو نظر انداز کرتے ہوئے جارحیت کا نشانہ بنایا گیا ہے اور مسلسل جبر و تشدد کی وجہ سے افغانستان کو غلام بنانے کی کوششیں ہو رہی ہیں۔ اس مسئلے کا دوسرا فریق روس ہے جو اس جارحیت کا مرتکب ہو چکا ہے اور قوت کے بل بوتے پر افغان عوام کی ملی اور اسلامی تشخص کو پامال کرنے کی سازشیں کر رہا ہے افغان ایک مسلمان اور حریت پسند ملت ہے وہ کسی طور بھی روس کو یہ اجازت نہیں دے سکتا کہ وہ افغانوں کو آزادی کی نعمت سے محروم کر کے وہاں اسلام کی بجائے ایک ملحدانہ نظام رائج کرے۔ یہی وجہ ہے کہ وہ بے سروسامانی کے باوجود جارح

روسیوں کے خلاف اٹھ کھڑے ہوئے ہیں اور افغانستان کے چپے چپے کا دفاع کر رہے ہیں۔

اس صورت حال کی روشنی میں افغانوں کے علاوہ کسی کو یہ حق نہیں پہنچتا کہ وہ ان کے مستقبل کا فیصلہ کریں چنانچہ اس مسئلے کو حل کرنے کے لئے جو موجودہ طریقہ اختیار کیا گیا ہے وہ مسئلے کا حل نہیں۔ اگر اقوام متحدہ کا ادارہ خلوص نیت سے اس مسئلے کو حل کرنے کا خواہاں ہے تو اس کا حل یہ ہے کہ وہ روس پر بین الاقوامی سطح پر دباؤ ڈالیں تاکہ اپنے توسیع پسندانہ عزائم ترک کر کے افغانستان سے اپنے فوجی دستے غیر مشروط طور پر افغانستان سے واپس بلالیں اور افغانوں کو بین الاقوامی اصولوں کے مطابق اپنے مستقبل کا فیصلہ آپ کرنے کا حق دیا جائے اس سلسلے میں روس کو بھی افغان عوام کے ان حقیقی نمائندوں کے ساتھ براہِ راست بات چیت کرنی چاہیے جو گذشتہ دس سال سے کابل کے کٹھ پتلی حکومت کے خلاف برسرپیکار ہیں اس موقعہ پر ہم یہ بات بھی واضح کر دینا چاہتے ہیں کہ افغان عوام کسی طریقے پر بھی افغانستان میں نجیب کے ساتھ عبوری حکومت کے قیام کے لئے تیار نہیں اس کی وجہ یہ ہے کہ نجیب کی کوئی نمائندہ حیثیت نہیں ہے۔

حاجی لعل محمد بریگیڈ کے مجاہدین جنہوں نے گلستان فوجی چوکی کے قبضہ کرنے میں بھرپور حصہ لیا

نذرانۂ عقیدت

وہ ھادی وہ محسن عالی صلی اللہ و علیہ وسلم
سب کا داتا سب کا والی صلی اللہ و علیہ وسلم

اسکا وجود ہے امر ربی اس پہ فدا ہی امی ابی
اس کی ہے امت متوالی صلی اللہ و علیہ وسلم

طاق ابد پر نور ازل ہے یہ بھی ھشت عز وجل ہے
اس کی ہر تمثیل نرالی صلی اللہ و علیہ وسلم

اس نے ہر تقسیم اٹھا دی اس نے ہر تفریق مٹا دی
اس کا فیض عام مثالی صلی اللہ و علیہ وسلم

کل سامان ہے ایک چٹائی اس پر تاج و تخت خدائی
نور خزانہ کملی کالی صلی اللہ و علیہ وسلم

دروازے پر قیصر و جم ہیں زیر کف پا دو عالم ہیں
یہی تو ہیں کونین کے والی صلی اللہ و علیہ وسلم

گرم ہو جاتا ہے جب محکوم قوموں کا لہو
تھرتھراتا ہے جہانِ چار سوو رنگ و بو
پاک ہوتا ہے ظن و تخمیں سے انساں کا ضمیر
کرتا ہے ہر راہ کو روشن چراغِ آرزو

وہ پرانے چاک جن کو عقل سی سکتی نہیں
عشق سیتا ہے انھیں بے سوزن و تارِ رفو
ضربتِ پیہم سے ہو جاتا ہے آخر پاش پاش
حاکمیت کا بتِ سنگیں دل و آئینہ رو

دچاپڑے
پرنٹرز۔ پبلشرز۔ بکسیلرز
سال انڈسٹریز اسٹیٹ کوہاٹ روڈ پشاور۔ خیبر بازار پشاور شہر

کٹھ پتلی نجیب اور عام انتخابات

کابل کی کٹھ پتلی حکومت کے سربراہ ڈاکٹر نجیب نے افغانستان میں عام انتخابات کا اعلان کرکے دنیا کو یہ تاثر دینے کی کوشش کی کہ افغانستان میں ہر کہیں امن دامان ہے اور حالات کٹھ پتلی حکومت کے قابو میں ہیں۔ اس نے دنیا کو یہ دھوکہ دینے کی کوشش کی کہ کابل کی کٹھ پتلی حکومت قانونی حیثیت کی حامل ہے اور وہ افغانستان میں انتخابات کرانے کی مجاز ہے اگرچہ کمیونسٹوں نے کابل میں اقتدار سنبھالتے ہی افغانستان اور دنیا کے عوام کی آنکھوں میں دھول جھونکنے کی خاطر مختلف قسم کی سازشیں اور پروگرام تیار کئے لیکن ان کو فائدہ پہنچانے کی بجائے یہ سازشیں اور مذموم پروگرام ان کی مزید رسوائی کے باعث بن گئے اور ان کی ہر سازش اور منصوبہ ناکامی سے دوچار ہوا۔ اب جب کہ کابل میں روس کے اس کٹھ پتلی حکومت کے دن گنے جاچکے ہیں۔ تو انہوں نے اس مرحلے پر عام انتخابات کرانے کا اعلان کیا ہے۔ اس سلسلے میں دلچسپ بات یہ ہے کہ افغان مجاہدین کے چند سرکردہ کمانڈروں کے نام لے کر ان کو نہایت خوشامدانہ اور مکارانہ لہجے میں درخواست کی کہ وہ جنگ وجدل سے ہاتھ کھینچ کر ان نام نہاد انتخابات میں ان ملحد اور وطن فروش عناصر کے ساتھ شریک ہوں۔ حقیقت یہ ہے کہ کمیونسٹ حکومتوں میں عام انتخابات کے لئے کوئی جگہ نہیں ہے۔ وہاں عام لوگوں کی رائے کا کوئی احترام نہیں کیا جاتا بلکہ حکمران کمیونسٹ پارٹی عام لوگوں کے قسمتوں کے فیصلے کرتی ہے۔ وہاں انتخابات کے نام پر جو ناٹک رچائے جاتے ہیں وہ کمیونسٹ پارٹی کے اندر تک محدود ہوتے ہیں اور عام لوگوں کو ان انتخابات میں کسی طرح بھی حصّہ لینے کی اجازت نہیں ہوتی۔ اس کے علاوہ جن کمیونسٹ ممالک میں انتخابات کا اعلان کیا جاتا ہے وہ کم از کم خود مختار ضرور ہوتے ہیں اور وہ اس لحاظ سے ہر قسم کے انتخاب کرانے کے مجاز ہوتے ہیں۔ اس کے ساتھ انتخابات پُر امن فضا میں کئے جاسکتے ہیں۔

لیکن جہاں تک ڈاکٹر نجیب کا تعلق ہے تو اس کی پارٹی ایک کمیونسٹ پارٹی ہے اور وہ روسی ٹینکوں کے سائے میں اقتدار کی کرسی پر بٹھا دیا گیا ہے اسی کمیونسٹ پارٹی کی بربریت اور وطن دشمن کارروائیوں کی وجہ سے آج افغانستان میں افغان عوام کو خاک وخون کے سمندر میں غوطے دیئے جارہے ہیں اور گذشتہ دس سال سے وہاں آتش وآہن کی بارش ہورہی ہے۔ ان حالات میں عام انتخابات کیسے کرائے جاسکتے ہیں باقی رہ گئی انتخابات میں جہاد کے سرکردہ کمانڈروں کی بات تو پشتو ضرب المثل کے مصداق کہ اسے کوئی گاؤں میں نہیں چھوڑ رہا تھا اور وہ ملک صاحب کے گھر اپنا گھوڑا باندھنے پر اصرار کررہا تھا۔ خلق اور پرچم پارٹی کو افغان عوام افغان ہی نہیں سمجھتے بلکہ گذشتہ دس سال سے ان کو کیفر کردار تک پہنچانے کے لئے مسلح جدوجہد کررہے ہیں۔ اس سلسلے میں وہ جان ومال کی بے دریغ قربانیاں دے رہے ہیں اور قربانیوں کا یہ سلسلہ اب بھی جاری ہے۔ اس صورت حال میں جہاد کے مختلف محاذوں پر مصروف عمل کمانڈر تو کجا ایک عام مجاہد بھی روسی ایجنٹوں کے اس پیشکش پر مثبت ردعمل کا اظہار نہیں کرسکتا۔ وہ اپنے دس سالہ جہاد سے دستکش ہوکر لاکھوں افغانوں کے خون کے ساتھ غداری کرنے کے متعلق سوچ بھی نہیں سکتے۔ ان حالات میں وہ عام انتخابات میں حصّہ لینے کے متعلق سوچ بھی نہیں سکتے۔ وہ اس طریقے سے افغانستان

میں یکیونزم کے الحادی نظریئے کو کیونکر پنپنے کا موقعہ دے سکتے ہیں
افغانستان کے مجاہد ملت نے آج اپنی سرزمین کے چپے چپے
کو اپنے مقدس اور دشمن کے ناپاک خون سے لہو رنگ کیا ہے وہ پہلے
کی نسبت آج کہیں زیادہ دشمن کی چالوں اور سازشوں کی طرف متوجہ
ہیں ۔یہی وجہ ہے کہ بہادر افغانوں نے گذشتہ دس سالوں میں روسیوں اور
ان کے ایجنٹوں کے ہر سازش کو ناکامی سے دوچار کیا ہے۔ افغانوں
میں آج بھی یہ صلاحیت اور استعداد موجود ہے کہ شکست خوردہ دشمن
کے آخری حربے کو بھی ناکام بنائے ۔ہمیں یقین ہے کہ ہمارے مجاہد اور
اسلام دوست ملتِ اسلام کی فتح یابی پر مکمل ایمان رکھتے ہیں اور دشمن
کے دامِ فریب میں نہیں آسکتے۔ انہوں نے جس مقصد کے حصول کی
خاطر ہتھیار اٹھائے ہیں، دن رات جہاد کر رہے ہیں اور اپنا گھر بار چھوڑ
چکے ہیں وہ اس مقصد کے حصول تک اپنی جدوجہد جاری رکھیں گے اور
افغانستان میں صحیح اسلامی حکومت کے قیام تک اپنا مقدس جہاد جاری
رکھیں گے۔

ہم یہ بات اچھی طرح جانتے ہیں اور دنیا والے بھی اس امر سے
بخوبی آگاہ ہیں کہ اگر خلق اور پرچم پارٹی کے مزدوروں نے حقیقت میں
یہ انتخابات کروائے تو اس میں ان وطن فروش گروہوں کے علاوہ
افغانستان کا کوئی مسلمان فرد حصہ لینے پر تیار نہیں ہوگا۔ اور اس
طرح کابل کے اسلام دشمن اور روس نواز حکومت کا یہ اوچھا وار
بھی خالی چلا جائے گا اور وہ اپنے مذموم مقاصد میں کامیاب نہیں
ہوسکیں گے۔

اقوالِ زرّیں

(۱) مصائب کا مقابلہ صبر سے اور نعمتوں کا شکر عجلت سے کرو۔
(۲) سب سے بہتر وہ لقمہ ہے جو محنت کے صلے میں حاصل ہو۔
(۳) سب سے بڑی دولت علم اور سب سے بڑی شے عزم صمیم ہے۔
(۴) سب کا بڑا فخر یہ ہے کہ فخر نہ کیا جائے۔
(۵) کسی سوال کے علم پر لاعلمی کا اظہار کرنا نصف علم ہے۔
(۶) ترقی نہ کرنے والا اس پھول کی مانند ہے جو شاخ گل پہ کھل کر اپنی بہار نہ دکھا سکے۔
(۷) برے آدمی اچھائی میں بھی برائی ڈھونڈ لیتے ہیں جس طرح مکھی سارے جسم کو چھوڑ کر زخم پر بیٹھتی ہے۔
(۸) اچھی صورت کے مقابلے میں اچھی سیرت زیادہ اہمیت کی حامل ہے۔
(۹) کسی کی برائی کرنے سے پہلے دیکھ لو کہ وہ برائی خود تم میں تو نہیں۔
(۱۰) علم عمل کے بغیر بیکار اور عمل علم کے بغیر بیکار

مومن
(دنیا میں)

ہو حلقۂ یاراں تو بریشم کی طرح نرم
رزمِ حق و باطل ہو تو فولاد ہے مومن!
افلاک سے ہے اس کی حریفانہ کشاکش
خاکی ہے مگر خاک سے آزاد ہے مومن!
جچتے نہیں کنجشک و حمام اس کی نظر میں
جبریل و سرافیل کا صیاد ہے مومن!

صرف ہماری شرائط پر قائم ہونیوالی عبوری حکومت تسلیم کی جائیگی'

پیر سیّد احمد گیلانی

قابل احترام انصار بھائیو !

بہادر مجاھدو، محترم مھاجرین

السّلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ'

اس بات میں کوئی شک نہیں کہ خداوند تعالےٰ نے انسان کو اتنی نعمتوں سے نوازا ہے جن کا اندازہ لگانا انسان کے بس کی بات نہیں۔ وان تعدو نعمۃ اللہ لا تحصوھا " لیکن

اس سلسلے میں جو نعمت اور عطیہ سب سے زیادہ قابل ذکر ہے وہ علم کی نعمت ہے علم اس نعمت کا نام ہے جس کی وجہ سے انسان کو فضیلت اور عظمت عطا کی گئی ہے. علم ہی کے بدولت انسان کو خلیفۃ الارض کا مقام دیا گیا ہے۔ وَ اذقال رَبّکَ للملٰئکۃ اِنی جاعلٌ فِی الارضِ خلیفہ" روئے زمین کو انسانی وجود کے ذریعے خوبصورتی بخش دی گئی۔ اور انسان کو فرشتوں سے اعلیٰ و افضل قرار دیا گیا. یہ سب علم کا فیض اور برکت ہے۔

خداوند تعالےٰ نے قرآن پاک میں بارہا علم کی فضیلت بیان کی ہے اور نہایت دلکش پیرائے میں علم کی عظمت کا ذکر کیا ہے. وَمن یُوت الحکمۃ فقد اوتِیَ خیراً کثیراً" اسی طرح ختم المرسلین حضرت محمد مصطفیٰ ؐ نے اپنے ارشادات گرامی میں علم کی عظمت بیان فرمائی ہے اور اسے انسانی دنیا کے لئے ایک ضروری امر خیال کیا ہے۔ " طلب العِلم فریضۃٌ علیٰ کُلِّ مُسلِمٍ ومُسلِمۃٍ " یہی علم انسان کو دنیا اور عقبیٰ میں کامرانی اور سرفرازی کا باعث بنتا ہے۔ یہی علم انسان کو مصائب و مشکلات کے گرداب سے نکالتی ہے اور ہر مرحلے پر انسان کا مونس اور غمگسار ثابت ہوتا ہے اس لئے جو فرد اور جو معاشرہ علم کی روشنی سے منور ہو وہ ہر قسم کی تکلیف اور مصیبت سے محفوظ رہتا ہے چو' علماء کرام معاشرہ میں دیدۂ بینا کی حیثیت رکھتی ہے. اس لئے جب انہوں نے یہ خطرہ محسوس کیا کہ افغانستان پہ تمام انسانی اور بین الاقوامی

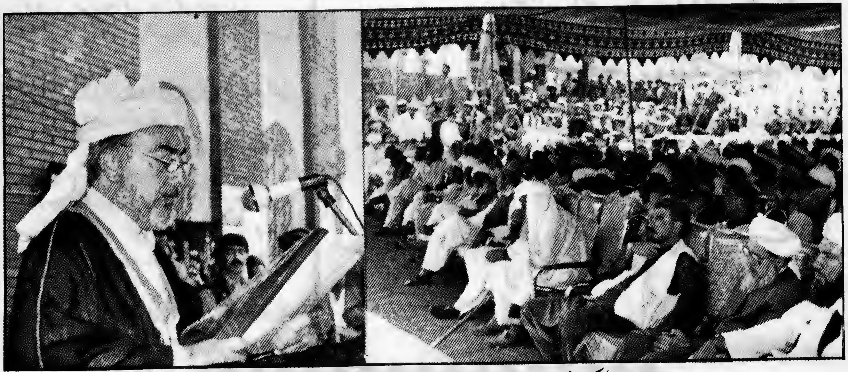

ہمارے محبوب رہنما سید احمد گیلانی علماء کرام کے دستار بندی کے ایک عظیم الشان اجتماع سے خطاب کر رہے ہیں

قوانین کو پس پشت ڈالتے ہوئے ایک کافر اور ملحد حکومت مسلط کی گئی ہے تو انہوں نے اسلامی شریعت اور قرآنی تعلیمات کی روشنی میں جہاد کا فتویٰ جاری کیا جس کے تحت افغان بیک آواز ہو کر قرآن پاک کے اس حکم کے مطابق میدان جہاد میں نکل آئے ۔ وَجَاهِدُوا فِي اللهِ حَقَّ جِهَادِهِ انہوں نے سرخ عفریت کو تباہ کرنے کے لئے کمر باندھ لیا۔ ان کے ہاتھ خالی تھے لیکن ان کے ایمان قوی اور راسخ تھے۔ (وَمَن يَتَوَكَّلْ عَلَى اللهِ فَهُوَ حَسْبُهُ) انہوں نے شجاعت اور بہادری کے اس مناظر پیش کئے جن کو دیکھ کر دنیا محو حیرت ہو گئی ہمیں اس بات پر فخر ہے کہ اللہ تعالیٰ نے روئے زمین پر یہ اعزاز بخشا کہ وقت کے نمرود اور ابرہہ کو ہمارے ہاتھوں سے ذلت آمیز اور شرمناک شکست سے دوچار کیا۔

محترم علماء کرام:

آپ لوگ دین اسلام کے مشعل ہیں جس طرح آپ لوگوں کی ترغیب اور رہنمائی میں افغانستان کا جہاد شروع کیا گیا ہے ۔ یہ اسی وقت تک جاری رہے گا۔ جب تک افغانستان کی سرزمین سے کفر اور الحاد کا خاتمہ نہیں ہو جاتا اور وہاں افغان عوام کی آرزوں اور امنگوں کے مطابق اسلامی حکومت قائم نہیں ہو جاتی ۔

ہم افغانستان میں اسلامی تعلیمات پر مبنی حکومت کا قیام چاہتے ہیں۔ ہم (وَشَاوِرْهُمْ فِي الْأَمْرِ) کے احساس پر ایک ایسے حکومت کا قیام چاہتے ہیں جس پر تمام افغان ملت متفق ہوں ۔ اس غیور و جسور ملت کے سرفروشوں نے اس اعلیٰ مقصد کے حصول کی خاطر اپنے جان و مال کو قربان کیا ہے ۔ یہ ان کا حق ہے کہ اپنی ملی قیادت کا انتخاب کریں۔ ہم قوم کے منتخب اکابرین کے نکتہ نظر اور آراء کا احترام کرتے ہیں اس کی وجہ یہ ہے کہ حکومت کے کاروبار میں ان اکابرین کی شمولیت خصوصی اہمیت رکھتی ہے موسیٰ علیہ السّلام اپنے قوم میں سے اکابرین کا انتخاب کیا تھا اسی طرح رسول کریم صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم بھی اکابرین کے مشوروں کو خصوصی اہمیت دیتے تھے۔ اس صورت حال کی روشنی میں یہ ہمارا فرض ہے کہ ان ہی بنیادوں پر افغانستان کی آئندہ حکومت قائم ہو

ہم جنیوا مذاکرات کو اس وقت مان سکتے ہیں جب یہ ہمارے ملی اور اسلامی مفادات کے ضامن ہو۔ جب تک ہماری شرائط پر عبوری حکومت کا قیام عمل میں نہ آئے اس وقت تک ہم کسی سازش کو کامیاب نہیں ہونے دیں گے۔ اس سلسلے میں حکومت پاکستان کے موقف کی بھرپور حمایت کرتے ہیں اور اس کے علاوہ ہر قسم کی رائے کو مسترد کرتے ہیں۔ ہم قرآنی تعلیمات کے مطابق صلح چاہتے ہیں۔ لیکن عبوری حکومت کو نہیں مانتے ۔ اس لئے کہ اسلامی نظام سیاست میں ایسی حکومت کے لئے کوئی گنجائش نہیں ہے اور نہ ہی اسے کسی طور تسلیم کیا جا سکتا ہے۔

بہادر مجاہد بھائیو!

آپ کے قوت بازو سے افغانستان میں کفر اور الحاد کو دن میں تارے نظر آنے لگے آپ لوگوں نے بدر کے غازیوں کی یاد تازہ کی اور دنیا کو اس بات سے آگاہ کیا کہ اسلامی جذبے کے مقابلے میں مادی قوت کی کوئی حیثیت نہیں (اِنْ يَكُنْ مِنْكُمْ عِشْرُونَ صَابِرُونَ يَغْلِبُوا مِائَتَيْنِ) ہمیں یقین ہے کہ اسلام کے یہ سرفروش غازی میدان جہاد میں کامیابی کے پرچم گاڑھتے رہیں گے اور دشمن کی کسی چال میں نہیں آئیں گے۔

محترم مہاجرین!

آپ لوگوں نے خداوند تعالیٰ کی رضا اور خوشنودی حاصل کرنے کی خاطر کی ہے جو اس کے دربار میں قبول کر لی گئی ہے ۔ یہ اللہ تعالیٰ کا تفضل و کرم ہے کہ آپ لوگوں کے مجاہد بیٹوں کی قربانیوں کے طفیل دشمن کی کمر ٹوٹ گئی اور وہ دنیا میں ذلیل و خوار ہوئے (سَيُهْزَمُ الْجَمْعُ وَيُوَلُّونَ الدُّبُرَ) لیکن اس کے باوجود ہمیں دشمن کی سازشوں سے ہوشیار رہنا چاہیئے۔

قابل احترام انصار بھائیو!

قرآن پاک میں جس طرح انصار کے کردار کو سراہا گیا ہے میں اس بنیاد پر آپ لوگوں کو مبارکباد پیش کرتا ہوں (وَيُؤْثِرُونَ عَلَى أَنْفُسِهِمْ وَلَوْ كَانَ بِهِمْ خَصَاصَةٌ) میں بھی ایک افغان رہنما کی حیثیت سے آپ لوگوں کی قربانی سے چشم پوشی نہیں کر سکتا۔ میں خداوند تعالیٰ سے آپ کے لئے اجر و ثواب کا طالب ہوں۔ اگر ہم مجاہدوں نے اسلام کی راہ میں جانوں کی قربانیاں دیں، تو دوسری طرف آپ لوگوں نے بھی روس جیسی بڑی اور ملحد

طاقت سے دشمنی مول لی اور حضرت ابراہیمؑ کی طرح اس ملعون کو شرمندہ کیا۔ آپ لوگ اس بڑی طاقت کی دھمکیوں سے خوفزدہ نہیں ہوئے اور خداوند تعالےٰ کی خوشنودی کی خاطر افغانستان کے مہاجر عوام کو سر چھپانے کے لئے جگہ دے دی۔

ایک مجاہد کی حیثیت سے میرا یہ پختہ ایمان ہے کہ آپ لوگ اللہ تعالےٰ کی نزد اجر کے مستحق ہیں کیونکہ خداوند تعالےٰ مہربان اور اجر دینے والا ہے

ان اللہ لا یضیعُ اَجرَ المحسنین"

یہ امر باعث مسرت ہے کہ ہجرت کی سخت اور مشکل گھڑیوں میں خدا تعالےٰ نے ہمیں یہ سعادت بخشی کہ افغان مجاہد بچوں کی ایک قابل ذکر تعداد کو اسلامی علوم کی روشنی سے منور کر سکیں اور اس طرح افغانوں کے نئے مجاہد معاشرے کو جوان سال علماء ہاتھ آ گئے ہیں اس سلسلے میں افغان مجاہد معاشرے کو مبارکباد پیش کرتا ہوں اور محترم اساتذہ کرام کا ممنون و مشکور ہوں کہ ان کی توجہ سے ہم اپنے نونہالوں کو زیورِ تعلیم سے آراستہ کرنے میں کامیاب ہو گئے۔

آخر میں پاکستان کے عوام حکومت اور صدر جنرل محمد ضیاء الحق کا شکریہ ادا کرتا ہوں کہ انہوں نے اسلامی بھائی چارے کی بنیاد پر مشکل گھڑیوں میں ہمیں سہارا دیا۔ میں وزیر اعظم محمد خان جونیجو کا بھی مشکور ہوں اور پاکستان کے برادر ملک کی کامیابی اور سربلندی کے لئے دعاگو ہوں

اتحادِ اسلامی مجاہدین افغانستان نے جنیوا مذاکرات کو مسترد کر دیا

مجاہدین افغانستان کے اسلامی اتحاد کے اکابرین نے ۱۶ اپریل ۱۹۸۸ء کو منعقدہ ایک مشترکہ اجتماع میں جنیوا معاہدوں کو مسترد کیا۔ یہ مشترکہ اجتماع جمعیت اسلامیہ افغانستان کے دفاعی امور کے دفتر میں جنیوا معاہدے کا جائزہ لینے کی غرض سے بلایا گیا تھا اس اجتماع میں اتحادِ میں شریک تمام پارٹیوں کے اکابرین اور ان کے نمائندوں نے حصّہ لیا۔ یہ اجتماع صبح نو بجے سے دوپہر بارہ بجے تک جاری رہا جس میں کثیر تعداد میں مہاجرین اور مجاہدین شریک ہوئے۔ اجتماع کا آغاز قرآن کریم کی تلاوت سے ہوا۔ بعد ازاں حرکتِ انقلاب افغانستان کے رہنما

اتحاد اسلامی مجاہدین افغانستان کے چیئرمین انجنیئر گلبدین حکمتیار جنیوا کے غیر منصفانہ اور غیر قانونی معاہدے کے سلسلے میں منعقدہ ایک اجتماع سے خطاب کر رہے ہیں

مولوی محمد نبی محمدی نے اجتماع سے خطاب کیا۔ انہوں نے افغانستان سے روسی افواج کے انخلاء کے اعلان کا خیر مقدم کیا۔ اور ساتھ یہ بات بھی واضح کر دی کہ افغانستان کے عوام کا جہاد اس وقت تک جاری رہے گا جب تک افغانستان سے کمیونسٹوں کا خاتمہ نہ ہو۔ اور وہاں حقیقی معنوں میں اسلامی نظام نافذ نہ ہو۔

جناب مولوی محمد نبی محمدی کے خطاب کے بعد اسلامی اتحاد افغانستان کے امیر پروفیسر عبدالرب رسول سیاف نے بدلتی ہوئی صورتحال پر تفصیل سے روشنی ڈالی اور جنیوا معاہدے کو یکسر رد کرتے ہوئے کہا کہ یہ معاہدہ غیروں کے ہاتھوں ہوا ہے اس لئے ہم اسے نہیں مانتے انہوں نے کہا کہ افغانستان ایک آزاد، خود مختار ملک ہے اور یہاں مسلمان ملت بس رہی ہے اس مسلمان ملت نے اپنی آزادی کی خاطر پندرہ لاکھ شہیدوں کا نذرانہ پیش کیا ہے جو افغانوں کی حریت پسندی کا منہ بولتا ثبوت ہے اس مملکت کے مسلمان یہ حق رکھتے ہیں کہ اپنی قسمت کا آپ فیصلہ کریں۔ کیونکہ جنیوا معاہدے پر غیروں نے دستخط کئے ہیں اسی لئے ہم اس معاہدے کو ماننے کے پابند نہیں ہیں۔ جبہ نجات ملی افغانستان کے رہنما پروفیسر صبغت اللہ مجددی نے اپنے خطاب میں مسئلہ افغانستان کو حل کرنے کے سلسلے میں اقوام متحدہ اور پاکستان کی کوششوں کو سراہا اور کہا کہ ان کوششوں کی بدولت ہی افغانستان سے روسی فوجوں کے انخلاء کا امکان پیدا ہوا ہے جو فتح مبین کی طرف ایک بڑا قدم ہے انہوں نے کہا کہ روسی فوجوں کے انخلاء کے ساتھ ہی نجیب حکومت اپنی طبعی موت آپ مر جائے گی۔ اس کے بعد جمعیت اسلامیہ افغانستان کے امیر پروفیسر برہان الدین ربانی نے اجتماع سے خطاب کیا۔ انہوں نے کہا کہ ہمارے نکتہ نظر کے مطابق جنیوا معاہدہ کی کوئی حیثیت نہیں ہے انہوں نے کہا کہ ہماری قسمت کا فیصلہ اب جنیوا میں نہیں سرزمین افغانستان میں ہوگا۔ انہوں نے کہا کہ جنیوا معاہدہ روسی مفادات کا محافظ ہے اگرچہ یہ معاہدہ ہمارے مقصد کے حصول کی جانب ایک بنیادی قدم ہے۔ انہوں نے کہا کہ ہم ہتھیار نہیں رکھیں گے کسی دوسرے کو یہ حق نہیں کہ وہ ہمارے لئے حکومت بنائے۔ یہ حق افغان عوام کا ہے اور افغان عوام اسے حاصل کر کے رہیں گے۔

حزب اسلامی کے امیر مولوی محمد یونس خالص نے اس موقعہ پر اجتماع سے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ "جنیوا معاہدہ افغان عوام کے خلاف ایک بین الاقوامی سازش ہے۔ ہم اس معاہدے کو مسترد کرتے ہوئے اعلان کرتے ہیں کہ افغانستان میں اسلامی حکومت کے قیام تک جہاد جاری رہے گا"

انہوں نے کہا کہ آج افغان عوام افغانستان میں اسلامی اقدار کے احیاء کے لئے بے دریغ قربانیاں دے رہے ہیں۔ ہم نہ تو امریکی حکومت چاہتے ہیں اور نہ ہی روسی حکومت چاہتے ہیں بلکہ ہمارا نصب العین اسلامی حکومت کا قیام ہے۔

جناب مولوی خالص نے اپنے خطاب کے آخر میں حکومت پاکستان کے اس تعاون کو زبردست خراج عقیدت پیش کیا جو اس نے افغان عوام کے ساتھ کیا ہے۔

ملی اسلامی محاذ افغانستان کے معاون ڈاکٹر غلام فاروق نے اپنے خطاب میں فرمایا "جنیوا معاہدہ اقوام متحدہ کے منشور کے خلاف ہے اس کی وجہ یہ ہے کہ قومیں اپنے مستقبل کا فیصلہ آپ کرتی ہیں۔ لیکن جنیوا معاہدہ میں افغان عوام کے اس حق سے یکسر چشم پوشی کی گئی ہے۔ اس لئے ہم اس معاہدے پر عمل درآمد کے پابند نہیں ہیں۔ ہم افغانستان میں کمیونسٹ نظام کے خاتمے اور اسلامی نظام کے قیام تک جہاد جاری رکھیں گے۔

استاد سیاف کے معاون جناب انجنیئر احمد شاہ نے عبوری حکومت کے بارے میں اپنے خیالات کا اظہار کرتے ہوئے کہا کہ عبوری حکومت افغانستان کے از سر نو بحالی میں اہم کردار ادا کرے گی اور مجلس شوریٰ کی جانب سے تفویض کردہ فرائض کو انجام دے گی۔ انہوں نے کہا کہ دنیا کا کوئی ملک ہماری طرح پانچ لاکھ تربیت یافتہ فوج نہیں رکھتی ہم اس مجاہد فوج کے بل بوتے پر دنیا کے دوسرے غلام ملکوں کو بھی آزاد کریں گے۔

انجنیئر احمد شاہ کے بعد اسلامی اتحاد مجاہدین افغانستان کے رہنما انجنیئر گلبدین حکمت یار نے مفصل طور پر اپنے خیالات کا اظہار کیا اور اجتماع میں شریک لوگوں پر زور دیا کہ جب تک ایک بھی روسی افغانستان میں موجود ہو اور وہاں کمیونسٹ حکومت برسر اقتدار ہو تب تک ایک بھی مہاجر واپس نہ جائے۔ انہوں نے جنیوا معاہدے کو رد کرتے ہوئے کہا کہ ہم افغانستان میں بیرونی قوت کو مداخلت کی اجازت نہیں دیں گے۔